

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَ الْعَصْرِ (ع) أَدْرِكْنَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

امام زمانہ علی السلام کے بارے میں دیگر معصومین علیہما السلام کا بیان

حضرت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الْمَهْدِيُّ مِنْ وُلْدِيِّ اسْمَهُ اسْمَهٍ وَ كُنْيَتُهُ كُنْيَتِيِّ
أَشْبَهُ النَّاسِ بِنَحْلَقَةً وَ خَلْقَةً تَكُونُ لَهُ غَيْبَةً وَ حَيْرَةً
تَضِلُّ فِيهِ الْأُمَّةُ ثُمَّ يُقْبَلُ كَالشَّهَابِ الشَّاقِبِ وَ
يَمْلَأُهَا عَدْلًا وَ قِسْطًا كَمَا مُلَئَّتْ ظُلْمًا وَ جَوْرًا“

(حضرت) مہدی میری نسل میں سے ہیں، ان کا نام میرا نام اور ان کی کنیت میری کنیت ہے، وہ صورت و سیرت میں، تمام لوگوں میں سب زیادہ مجھ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کے لئے غمیت و حیرت ہوگی جس میں قویں گمراہ ہو جائیں گی۔ پھر وہ چمکتے ستارہ کی طرح ظاہر ہوں گے اور زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۷، ح ۱۳؛ کمال الدین، ج ۱، ص ۲۸۶، ح انتقال از کمال الدین، ج ۱، ص ۲۸۷، ح ۳)

فہرست

۳	بمحظمات کے گھوڑے
۶	احقاق الحق و از حاق الباطل تصنیف شہید قاضی نوراللہ شوشتري (نَوْرُ اللَّهِ مَرْقَدُهُ)
۱۳	شرح دعاء العهد
۱۸	ظہوری آہٹیں
۲۳	تہذیب اسلامی کا انعقاد

بھرظلمات کے گھوڑے

انختار=سلسلہ انبياء و مسلمین آسمانی تھا۔ امر خداوندی کے ارادے کے تحت تھا۔ ایک لاکھ چونیں ہزار پیغمبر ان الٰہی کی تعداد افراد عالمہ سے لے کر خواص یعنی علماء تک ہر ایک کی زبان پر ہے۔ یہ مشیت الٰہی تھی کہ کوئی اس تعداد سے منکر نہ ہو اور بارگاہ ایزدی میں بروز عدالت و فیصلہ انگلی اٹھا کر یہ نہ کہہ سکے ہمارے لیے کوئی خدا کی طرف سے ہمیں اس راہ کی طرف لے جانے والا نہ تھا جس پر چل کر اس منزل کی طرف کامزن ہو سکیں جو تیری غلت انسان کا مقصد تھا۔

قارئین اچھی طرح جانتے ہیں انبياء علیہم السلام کی دو فردیں ہیں۔ ایک سلسلہ نبوت تبلیغی ہے اور دوسرا سلسلہ نبوت تشریعی ہے۔ یعنی بنی ایک بستی۔ قریہ ایک خاندان تک اپنی نبوت کے امور منصبی کو انجام دیتا تھا اور سابق صاحب شریعت بنی کے راستے پر چلنے کی ہدایت پر مأمور تھا۔ تشریعی انبياء و مسلمین کا وہ سلسلہ جو شریعت کی تہذیب کے تمام دفعات کی کتاب کھول کر عمل تقریر اور تحریر سے عام دنیا کے اطراف واکناف میں منصب کرتا ہے۔

اس تناظر کے تحت جیسا مقصد نبوت آئینہ داری کر رہا ہے۔

تاریخ اسلام میں بھرظلمات میں دوڑتے گھوڑے۔ دشت اور دریا کے علاوہ۔ افریقہ کے بیابانوں میں اور یوروپ کے کلیساوں میں بھی اذانوں کی آواز میں گونج رہی ہیں۔ گھوڑے بھی آبادیوں میں خانہ خرابی اور اہل اسلام کے سردارانِ لشکر کے زمینوں کو رومند تے اور دریاؤں کے پانی میں ابال لاتے ہوتے دھکائی تو دیتے ہیں لیکن ہر صاحب فکر و داش کے سامنے رسالت الہیہ سوال کر رہی ہے کہ تو حید پرستوں کا یہ ابتداء سے نبوت یا رسالت کی ہدایتوں میں منجانب احکام الٰہی کبھی نہیں رہا جس پر کمال و تمام کی مہر لگی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ سیرت نبوی قبل از مرسل اعظم ہمیشہ حیات بالقسط اقوال و اعمال میں باعث ترغیب رہی۔ اور اگر باریک یتنی سے تقاضہ جہاں یتنی ہے تو انصاف پرند حضور سرور کائنات محمد ﷺ تمام مابقی انبياء و مسلمین کی ہدایات کا وہ اعلیٰ معیار تھے۔

اگر انسان مقصد برآوری کے لیے ظلم پیشہ رہا ہے تو فرستادہ الٰہی اس کے سامنے ڈکھ کر مقابل میں آگیا اور ظلم کو اپنے صبر۔ استقلال۔

ثبتات قدیم۔ ایثار و قربانی۔ ظلم کے پیشہ گروں کی تینی گرونوں کو توڑنے میں اپنی زندگی کا کوئی محظوظ مصالح نہیں ہونے دیا۔

ایک طرف جب انبياء علیہم السلام کی تاریخ ہے جسے پڑھنے کے بعد مسلسل دل میں درد امند امند کر آتا ہے اور خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں نے جن کے دوش پر ہدایت۔ دعوت حق اور حیات بالقسط کے طور طریقے یعنی مکمل نظام زندگی کے تبلیغ کی اہم ذمہ داری رکھی تھی۔ کس طرح اپنے فرائض کے امور کو انجام دیا ہو گا جب ان کے سامنے حکومت سیاست مکر۔ فریب۔ مصلحت اندیشی = تشوییک بر بنائے جہالت غرض تمام مخالف عوامل کے بڑے بڑے گروہ مقابل میں آجائے تھے۔

حضرت ایوب، حضرت یعقوب، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت میریم، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے واقعات جب سامنے آجائے ہیں تو ایک فکر نہیں ہوتی ہے کہ اگر ان بزرگواروں کی غلت میں خالق اکبر نے وقت برداشت کے نورانی جو ہر کو نہ کھدیا ہوتا تو انسانیت کے رہبران مذکور کے حوصلے پست ہو جاتے۔ استقلال کی کمرشکستہ اور صبر کا پیمانہ بہریز ہو جاتا۔ ان مخالف طاقتوں نے جوانبیا کے سامنے آئے

اپنے ساز و سامان کے ساتھ سامنے آیا۔ یہی سب کچھ اسلام کی تبلیغات کا سرما یہ بنا جس پر آج مسلمان کی اکثریت مفاخرت کرتے ہوئے کہتی ہے:

دیں اذا نیں بھی یورپ کے کلیساوں میں
بھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑادیئے گھوڑے ہم نے

اگر تاریخ کا باریک یعنی کے ساتھ مطالعہ کریں اور اذہان و افکار کو تکان دے کر ان زمانوں میں چلے جائیں تو حکمرانوں، امراء اور جاگیرداروں اور لیثروں کے ساتھ میں پلتا ہوا ایک ایسا نظام سامنے آ جاتا ہے جن کا واسطہ تہذیب اسلامی کے ابلاغ سے ہٹ کر چند علامات اور روایات کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ جب طاقت، سیاست، مصلحت کے گھوڑے پر فتحیں سوار بحربات کے اندھیرے میں چراغ جلا کر اسلام کی دستور بندی پر علی اقدام کرتے ہیں تا کہ عوام کے علق پر اسی کا زہر رفتہ رفتہ ٹپکتا رہے اور ہر جھوٹ بھ اور ہر ظلم رحم کا باس پہن لے۔

دور حاضر میں ایک مریش مبلغ چیخ چیخ کرنہایت جوش و خروش کے ساتھ اپنی تقریر میں کہہ رہے تھے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا قبلہ کر بلہ ہے کعبہ اور مکہ شریف نہیں ہے۔ قرآن ان کی کتاب نہیں ہے جب کہ ہر مسجد میں رَضِيَتُ إِلَّا هُوَ بَّا کی دعا شاید ہی کوئی ایسی مسجد ہوگی جہاں نماز جماعت شیعہ پڑھتے ہیں ان میں اور جو نمازی فرادی نماز پڑھتے ہوں یہ دعا پڑھنے سے غفلت بر رہے ہوں۔ کم سے کم اپنی داڑھی کی لاج رکھنے کے لیے تو فاتحہ اللہ پر عمل کیا ہوتا۔ جھوٹ ایک گناہ ہی نہیں بلکہ امام العصیان ہے۔ یہ انصاف کو قتل کرتا ہے۔ یہ نفاق کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ سجا تا ہے۔ یہ

نئے نئے روپ۔ نئے نئے منصوبوں اور نہایت زہر یلے نشوونے کے ساتھ رنگ بدل بدل کر سامنے آئے جس میں ہر گوشہ سیاست میں دنیا بھری پڑی تھی اور حصول مقصود کے لیے جو داؤں پیچ اعتمال ہوتے ہیں ان کے اندر ہی میں انسانیت کا دم ٹوٹ جاتا اور اسے طلوع آفتاب کی صحیح بھی نصیب نہ ہوتی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا گریہ حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر عظیم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرعون کا پورا شکر حضرت میحی علیہ السلام کا قتل۔ حضرت مریم وہاجرہ علیہما السلام کی تکوپ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیب۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبشیت سب وقت کے ماں کے سے بول رہے ہیں اور سارا عالم گوشہ براواز ہونے کے باوجود کرتے وہی میں جونفتر کی آنچ کو ہوادے اور کہتے بھی وہی میں جو سیاست و حکومت کی روشن کا چلن ہوتا ہے۔

آج سارے عالم میں ارتقاء علمی و سائنسی کا حصہ چا گھر اور ہر فرد میں پایا جاتا ہے۔ ساری دنیا روشن تو ہوئی لیکن اندر ہی میں اندھیرے کے سامان کو ساتھ لے کر یہ روشنی آئی ہے۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ ہر گوشہ و کنار میں بموں کے منغیر ہونے کے اندر یہ ہر لمحہ ایک خطہ ہی نشاندہی کر رہی ہے۔ کب کہاں انسانوں کے جسم کے پر اچھے اڑتے ہوئے نظر آئیں گے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کتنی ماوں کی بھری گودیاں خالی ہو گئیں۔ کتنے طرح دار جوان لقمہ اجل ہو گئے۔ کتنے گھر اجڑ گئے۔ کتنے محنت کش بحربات میں غرق ہو کر لاپتہ ہو گئے۔ نام اسلام کا۔ را کب اسپ بھالت کے گھوڑے عرب کے۔ اندر ہیروں کا سمندر دھوکے اور فریب کاریوں کے کچھ فتوحات کے سلسلے اپنے ساتھ لاتے۔ اپین میں مسجدیں بنائی گئیں جیش اور مصر کی طرف فتوحات کے بعد اسلام کی نام نہاد تہذیب کے چسپے ہونے لگے۔ ترکیوں اور تاتاریوں کے حصے میں خلافت کا عقیدہ

لینک میں۔ زہریلیے تھیماریں۔ ان سبھوں نے ایک افریقہ میں ملک نایجیریا ہے ذکنی کی خون میں پیٹی ہوتی داتان سامنے ہے۔ ذکنی نے اپنے بیٹوں کو دفن کرتے ہوئے تَقَبِّلِ مِنَّا کے ساتھ یہ بھی کہا ہوا گایہ امر رباب کے ششماہی کی نذر ہیں۔ وقت گزر گیا۔ افریقہ کے پتے ہوئے صحراؤں کی آواز ختم ہو گئی۔ نایجیریا کے دلوz مصائب جو مجان آل رسول اور ان کی اتباع کرنے والے ہیں ہمیشہ باقی رہیں گے۔ اپنیں پر حملہ کرنے والوں کی نسلیں راستہ روکنے پر مامور ہیں لیکن آل محمد علیہ السلام کی تبلیغات کا اثر تیزی سے ڈھنپوں میں بس رہا ہے۔ آج دنیا تباہی کے ڈھیر پر ضرور کھڑی ہے لیکن کوئی منتقم خون حسین ایک حسین احساس کی زیبائشوں کے ساتھ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے تو لوح و قلم کی ابھرتی ہوتی تحریر اس کے بلوں کا بوسہ دیتی ہیں۔

آلی ایس آئی ایس آج is ہے کل Was کے قریب مذکور میں اپنے گھناؤ نے منصوبے کے ساتھ یاد کیا جاتے گا۔ سچائی ثبات قدیم کھرے ہوئے اسلامی تہذیب کے جواہر۔ کربلا کی قبربان گاہ سے فرزند زہرا کی فوج کے لیے سائبان بن کر آجائیں گے۔

آفتاب امامت کی تحریر میں جہاں تاب ہو کر ابھر آئیں گی۔ آپ حضرت جنت علیہ السلام کا ظہور منتظرین کی بے چینی، بڑھتی ہوتی ظلم کی تحریکیں سب کچھ ہمارے امام حاضر علیہ السلام کی نظر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ظہور میں تعمیل فرمائے۔

تہذیب شریعت کو ختم کرتا ہے۔ یہ برائت کا بانی و مبانی ہے۔ یہ دشمنی کا شعلہ لے کر آتا ہے اور سچائی کو جلاتا ہے۔ میرے سامنے صرف مذکور مریش ہی نہیں ہیں بلکہ راقم الحروف کے کاروان حیات میں ایک جذباتی اکثریت ہے جن کی روشنی حیات میں ایسی ہمنوائی پائی جاتی ہے۔

موضوع اسلامی تہذیب (Culture) میں بحث ملجمات میں گھوڑے دوڑانے کا جو تصور ڈاکٹر اقبال جیسا فلسفی، دور بین، روشن دماغ، منصف مزاج اور علم و عمل کا داعی اس بات پر لکھے فخر کرتا ہے کہ بحث ملجمات دوڑتے گھوڑے اسلام کی تبلیغ کا معلم تھا۔ اسلام نام ہی سلامتی۔ آشتی۔ باران رحمت اور بالقطض زندگی بس کرنے کے معانی اور مطالب کی مکمل تغیری کے ساتھ مربوط ہے۔ نہ افریقہ کے تپنے صحراؤں اور نہ اپنیں کے کلیساوں میں جو وقتی طور پر اذان گو بخی اس کا نام اسلام ہے۔ اسلام اس درد کا نام ہے جو آل محمد علیہ السلام نے اپنی قربانیاں دے کر سنگ دل انسانوں میں بھی پسیدا کر دیا تھا۔

ہاں اگر ملجمات کے دوڑتے گھوڑوں نے حقیقت اسلامی کی روشنی کی قندیلوں کو لاکھ سازش، مصلحت، سیاست کی تواروں نیزوں سے توڑنا پاہا لیکن وہ قندیلوں جن کو الہی رابطے کے ساتھ زمین پر اتارا گیا تھا اسے کون توڑ سکتا تھا۔ لہذا وہ قندیلوں آج بھی روشن اور تاباہ ہیں۔ ذرا نظر اٹھا کر دیکھئے کربلا۔ بخفت۔ سامرہ، خراسان سب پررونے والی آنکھوں کے آنسوؤں کی ایسی پہرہ داری ہے کہ اس کی قائم کردہ فصیل کی دیواروں میں کویا سیسہ پلا دیا گیا ہے۔ زمانہ گذرتا جا رہا ہے اور اس میں استقامت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ آج گھوڑے سب ختم ہو گئے یا اس کی نسلیں ریس (RACE) میں دوڑ رہے ہیں میدان میں بندوقیں ہیں بم ہے۔ بل ڈوزر ہے۔

احقاق الحق واز حاقد الباطل تصنیف شہید قاضی نور اللہ شوستری (نَّوْرَ اللَّهِ مَرْقَدُهُ)

لکھی گئی ہے لیکن علامہ حلی کے مقام و مرتبہ اور ان کے نفوذ اور دنیا سے اسلام میں ان کی تکالیف کے اثر و رسوخ نے کسی کو ان کی زندگی میں ان پر رد لکھنے کا موقع نہ دیا یہاں تک کہ ان کی حملت کے تقریباً دو سال بعد ایک سنی متعدد علماء مفضل بن روز بہان خنجی شیرازی اصفہانی کاشانی جو کہ شافعی المذاہب تھا، اس نے ”نجح الحق و کشف الصدق“ کی رد لکھی اور اس کا نام رکھا : ”ابطال نهج الباطل“ اس کی تاریخ تالیف ۹۰۹ھ ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں علامہ کی پوری کتاب ”نجح الحق و کشف الصدق“ ذکر کیا ہے اور ان کی عبارتوں پر اشکال و اراد پیدا کیا ہے۔ اس کی اس حرکت سے بہت سے شیعہ علماء نے قلم اٹھایا اور جواب دیا۔ مجلہ قاضی نور اللہ شوستری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس کی رد میں کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا ”احقاق الحق واز حاقد الباطل“، اس طرح کتاب احقاق الحق میں علامہ کی کتاب نجح الحق و کشف الباطل کا تلقین فضل بن روز بہان کی کتاب ابطال نجح الباطل کے متون کے ساتھ آئے ہیں اور قاضی نور اللہ نے فضل بن روز بہان کے متون کی رد تحریر فرمائی ہے۔

سبک و روشن احقاق الحق

جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا علامہ حلی کی کتاب پر فضل بن روز بہان نے رد لکھی ہے اور اس کی رد پر قاضی نور اللہ نے رد لکھی ہے تو آپ نے طریقہ یہ رکھا کہ جہاں علامہ حلی کے متون کو پیش کیا ہے، اس کے آگے لکھا: **قالَ الْمُصَيْنُفُ رَفَعَ اللَّهُ دَرَجَتَهُ لَهُ پھر جب**

لے مصنف سے مراد علامہ حلی ہیں۔ یعنی علامہ حلی نے فرمایا: خدا آپ کے درجات کو بلند کرے۔

قاضی نور اللہ مرعشی شوستری، قافیۃ علم و جہاد و شہادت کے قافلہ سالاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک مرد جاوید کہ جنہوں نے ”مداد العلماء“ کو ”دماء الشهداء“ کے ساتھ ملا دیا اور ”بل احیاء“ کے نمونہ اختار کو حاصل کر لیا۔

آپ کی ولادت ۶۹۵ھ میں شوستر ایران میں ہوئی۔ ۲۳ سال کی عمر میں آپ نے ۷۹۶ھ میں مشہد میں سکونت اختیار کی اور پھر ۹۹۲ھ بحوالہ کے اوائل میں مشہد سے ہندوستان کے لئے نکلے اور لاہور میں دربار اکبر میں پہنچے اور دو سال بعد عہدہ قاضی پر فائز ہوئے۔

۲۴ ربیع الآخر ۹۰۹ھ کی آدھی رات کو ۶۲۳ سال کی عمر میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور آگرہ میں تدفین ہوئی۔ انشاء اللہ ایک تفصیلی کتاب آپ کی حیات اور کارناموں پر شائع کریں گے۔

اس کتاب کے تعارف کے لئے، اس سے پہلے دو تکالیف اور ان کے مصنفین کا تذکرہ ضروری ہے۔ احقاق الحق کیوں تحریر وجود میں آئی؟ دراصل شیعہ جید عالم حسن بن یوسف بن زین الدین علی بن المطہر الحنفی مشہور بہ علامہ حلی (۶۲۸ تا ۶۶۲ھ بھری) نے سلطان محمد خدا بندہ جوستی تھا اور اپنی ایک بیوی سے ناراض ہو کر تین طلاق دے دیا تھا، نے علامہ حلی سے استبصارات کیا اور شیعہ ہو گیا اور علامہ حلی کا اقدار دان اور مرید ہو گیا پھر سران سے درخواست کیا کہ اس کے لئے ایک کتاب لکھیں جو دلائل عقلي اور نقلي سے تشیع کو ثابت کرے۔ علامہ نے سلطان کی دعوت کو قبول کیا اور کتاب لکھی: ”نهج الحق و کشف الصدق“۔

تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ بہت سی کتابوں کی رد

اَخْبَارَهَا مِنْ مَا حَذَّرَهَا.

ان دونوں عبارتوں پر توجہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ مجلی نے بخار الانوار کی تالیف میں احراق الحق اور قاضی شہید کی دوسری تکابوں سے استفادہ کیا ہے۔ البتہ غیر مستقیم طریقہ سے ان کی تکابوں کو ماغز قرار دیا ہے۔ آپ کے لئے السید الابل شہید القاضی الرشید جیسے القاب استعمال کئے میں اور دعائیں کی میں کہا آپ کے درجات کو بلند کرے اور خدا آپ کو شہادے اولین کے ساتھ اٹھائے کیونکہ آپ نے دین میں کی نصرت میں اور مخالفین کے شہادت کو رد کرنے میں جدوجہد کی۔

احراق الحق میں امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ
کتاب احراق الحق کے مکمل تعارف کے لئے مضمون نہیں بلکہ ایک مفصل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے لہذا ہم مجبور ہیں کہ صرف اس حصہ کا تعارف کریں جس میں امام زمانہ کا تذکرہ ہے۔ بقیہ کے تعارف کے لئے آئندہ پر موقوں کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ علامہ جلی نے سلطان محمد غاذی بندہ کی درخواست پر کتاب ”نفح الحق و کشف الصدق“ لکھی اور اس کی فرمایش تھی کہ شیعہ عقاید کو نقی اور عقلی دلیلوں کی روشنی میں بیان کریں۔ لہذا علامہ جلی نے کتاب میں توحید، عدل، نبوت، امامت اور قیامت جیسے اہم عقاید کو مدلل بیان فرمایا۔ کتاب کا آغاز توحید کی بحث میں ”ادراک“ سے کیا ہے جو کہ ایک بہت ہی اہم اور مشکل بحث ہے۔ کتاب کا آغاز اس طرح ہوا ہے: **الْمَسْأَلَةُ الْأُولَى فِي الْإِدْرَاكِ: وَفِيهِ مُبَاحِثٌ: الْأَوَّلُ.....** بحث اول میں آپ نے ادراک کے معنی و مفہوم کو بیان کیا ہے۔ روز بہان نے علامہ جلی کے نظریہ کو رد کیا اور لکھا کہ یہ سب اشعارہ اور معتزلہ کے درمیان رویت خدا کے بارے میں اختلافی مسئلہ ہے۔ اور گروہ

فضل ابن روز بہان کے تن کو پیش کیا تو لکھا: **قَالَ النَّاصِبُ خَفَضَهُ اللَّهُ أَلَّا يَهْرَسَ كَعْدَبَ ابْنَهُ أَنْ يَقُولُ يَعْنِي مِنْ كَهْتَاهُوَ.**

اس طرح آپ نے پوری کتاب میں علامہ جلی کی ہربات کو ثابت کیا ہے اور فضل بن روز بہان کی باتوں کو رد کیا ہے۔

کتاب احراق الحق علامہ مجلی کی نظر میں

علامہ مجلی رحمۃ اللہ علیہ نے بخار الانوار کی پہلی جلد میں مقدمہ میں مصادر کتاب اور توثیق المصادر کے عنوان سے دو مضمون لکھے ہیں جس میں آپ نے ان تکابوں اور ان کے مصنف و مؤلف کا تذکرہ کیا ہے جس سے بخار الانوار کو لکھنے میں استفادہ کیا ہے۔ لہذا مصادر کتاب ص ۳۲ پر کتاب احراق الحق کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

وَكِتَابُ أَحْقَاقِ الْحَقِّ وَكِتَابُ مَصَائِبِ النَّوَاصِبِ وَكِتَابُ الصَّوَارِمِ الْمُهْرِقَةِ فِي دُفْعِ الصَّوَاعِقِ الْمُحْرِقَةِ وَغَيْرُهَا مِنْ مُؤَلَّفَاتِ السَّيِّدِ الْأَجَلِ الشَّهِيْدِ الْقَاضِي نُورُ اللَّهِ التَّسْتَرِي رَفَعَ اللَّهُ ذَرَجَتَهُ۔

اسی طرح توثیق المصادر کے عنوان میں ص ۳۱ پر یوں لکھتے ہیں:

وَالسَّيِّدِ الرَّشِيدِ الشَّهِيْدِ التَّسْتَرِي حَشَرَهُ اللَّهُ مَعَ الشُّهَدَاءِ الْأَوَّلِينَ بَذَلَ الْجَهَدِ فِي نُصْرَةِ الْلَّيْلِيْنِ الْمُبَيِّنِ وَرَفَعَ شَبَهَ الْمُخَالِفِيْنَ وَكُتُبُهُ مَعْرُوفَةٌ لِكِنْ أَخْذَنَا

۱۔ ناصب سے مراد فضل ابن روز بہان یعنی ناصب فضل بن روز بہان نے کہا: خدا سے پست و ذلیل کرے۔

اور جہاں تک سنت یعنی حدیثوں کی بات ہے تو نبی سے متواتر حدیثیں ان (علی علیہ السلام) کی امامت پر دلالت کرتی ہیں اور وہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اور یقیناً جہور وہ مارے اصحاب (شیعہ) نے ان میں سے لکھا ہے اور ان حدیثوں کی بہت ہے۔ ہم اسی قلیل پر اتفاق کرتے ہیں کیونکہ کثیر غیر متناہی اور لا محدود ہے۔ وہ حدیثیں یہ ہیں۔ پہلی حدیث۔ حدیث اتحاد

النُّورَيْنِ۔ الثَّانِي: حَدِيثُ الدَّارِ

الشامن و العشرون: فی صحيح مسلم و البخاری فی موضعین بطريقين عن جابر و ابن عيينة قال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ لا يزال أمر الناس ماضيا ما ولهم اثناعشر خليفة كلهم من قريش وفي رواية عن النبي صلی الله علیہ وآلہ لا يزال أمر الإسلام عزيزا إلى اثنى عشر خليفة كلهم من قريش و في صحيح مسلم أيضا لا يزال الدين قائما حتى تقوم الساعة ويكون عليهم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش و في الجمجم بين الصحاح الستة في موضعين قال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ هذا الأمر لا ينقضى حتى يمضى فيهم اثناعشر خليفة كلهم من قريش و كذا في صحيح أبي داود و الجميع بين الصحاح الستة وقد ذكر السدي في تفسيره وهو من علماء الجمهور و ثقاتهم قال لما كرهت سارة مكان

اما مامیہ نے انہیں کی پیروی کی ہے اور پھر اس نے علامہ کے بیان کردہ معانی و مفہوم ادراک کو رد کیا۔ شہید قاضی نور اللہ نے اس کے ایک ایک بحث کا جواب دیا ہے مثلاً لکھا کہ علامہ علی نے بحث اول میں ادراک کی بحث میں ”احکام عالم ضروری و کبی“ کی وضاحت فرمائی ہے۔ (جو کہ روز بہان کو صحیح میں نہ آئی اور اسے رد کیا ہے) اسی طرح آپ نے جواب دیا کہ امامیہ معتزلہ کے تابع نہیں ہیں بلکہ ائمہ سے اخذ مطلب کرتے ہیں۔

علامہ علی نے امامت کی بحث میں امیر المؤمنین علیہ السلام کی امامت کو ثابت کرنے کے لئے بطور نص ۸۲ آئیں قرآن مجید سے نقل کی ہیں اور افضل ابن روز بہان نے ہر ایک کوبے ہو دہ اور لغو دلیلوں سے رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے بے ہودہ اور لغو اس لئے لکھا کہ شہید قاضی نور اللہ نے اس کے پوچھ اور بے ہودہ دعووں کو قاطع دلیلوں سے رد کیا ہے۔

پھر علامہ علی نے حدیثوں کے ذریعہ امامت امیر المؤمنین علیہ السلام کو ثابت کیا ہے اور اس ذیل میں ۲۸ حدیثیں نقل کی ہیں جو عامہ اور غاصہ کی تباہی میں موجود ہیں، لیکن روز بہان نے اپنے زعم باقص میں ان حدیثوں کو یا تو جعلی قرار دیا یا توجیہ و تاویل کے ذریعہ کسی اور مفہوم پر حمل کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ۲۸ ویں حدیث ”اثنی عشر خلیفہ“ والی حدیث ہے۔ ہم اسی حدیث پر روز بہان کی رد اور قاضی نور اللہ کے جواب کو بیان کریں گے۔ علامہ علی کا بیان ملاحظہ ہو:

و أَمَا السَّنَةَ: فَالْأَخْبَارُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِمَامَتِهِ هِيَ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُحْصَىٰ وَقَدْ صَنَفَ الْجَمِيعُ وَأَصْحَابُنَا فِي ذَلِكَ وَأَكْثَرُهُمْ وَلَنْ يَنْقُصُنَا هَذَا عَلَى الْقَلِيلِ إِنَّ الْكَثِيرَ غَيْرَ مَتَنَاهٍ وَهِيَ الْأَخْبَارُ الْأَوَّلُ

سے ہوں گے، اور اسی طرح صحیح ابی داود اور ابی جعہ بن الصحیحین میں آیا ہے اور سدی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور وہ علماء مجمور میں سے یہ اور ان میں معتبر ہیں، کہتے ہیں: جب سارہ نے منزلت ہا جبرہ کو ناپنڈ کیا تو اللہ نے حضرت ابراہیم غلیل پروجی نازل کی کہ اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر جائیں یہاں تک کہ میرے گھر مکہ کے پاس انہیں چھوڑ دیں کہ میں ان کی ذریت کو آسمان کے تاروں کے برابر پھیلانے والا ہوں اور انہیں ان لوگوں کے لئے شفیل و گرانقدر بنانے والا ہوں جو میرا انکار کرتے ہیں۔

یقیناً یہ حدیث محمد ﷺ کی ذریت سے بارہ اماموں کے ہونے پر دلالت کرتی ہے اور یہ حدیث صرف فرقہ امامیہ کے ائمہ معصویں سے نقل ہونے تک محدود نہیں ہیں اور اس سلسلہ میں روایتیں شمار سے زیادہ ہیں۔ “انتهی”

قالَ النَّاصِبُ خَفَظَهُ اللَّهُ (فضل بن روز بہان، خدا اسے پست و ذلیل کرے) نے کہا! یعنی اس نے علامہ حسیل کے مندرجہ بالا متن پر تضیید و ایراد شروع کیا اور لکھا: میں کہتا ہوں: فضل بن روز بہان نے علامہ حسیل کے متون پر اس طرح اعتراض کیا ہے: ”قریش سے اثنی عشر غیفہ“ کے بارے میں احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے، صحابہ میں جابر بن سمرة سے نقل روایت صحیح ہے، لیکن ابن عینہؑ نے تو صحابی ہے اور نہ ہی تابعی بلکہ ممکن ہے کہ سلسلہ روایات میں سے کوئی ہو وے۔ انہیں (علامہ حسیل کو) علم حدیث اور علم

لے ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ جلد ۶ صفحہ ۲۳۸ طبع السعادة، مصر میں صحیح بخاری اور صحیح نے حدیث اثنی عشر غیفہ کو سفیان بن عینہ کے حوالے نقل کیا ہے۔ (احقاق الحق تعلقی، ج ۱۳، ص ۱۶)

هاجر أو حى الله إلى إبراهيم فقال إنطلق بإسماعيل و أمه حتى تنزله بيته النبي التهامي يعني مكة فإني ناشر ذريتك و جاعلهم ثقلا على من كفر بي و جاعل منهمنبيا عظيما و مظهرا على الأديان و جاعل من ذريته اثنى عشر عظيما و جاعل ذريته عددنجوم السماء و قد دلت هذه الأخبار على إمامية اثنى عشر إماما من ذرية محمد صلى الله عليه و آلہ ولا قابل بالحصر إلا الإمامية في المعصومين والأخبار في ذلك أكثر من أن تحصي انتهى“

صحیح مسلم اور بخاری میں دو مقام پر دو طریقوں سے، جابر اور ابن عینہ سے آیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: لوگوں کا امر (دین) ایسے ہی چلتا رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلیفہ ان پر واپی ہوں کے۔ وہ سب قریش سے ہوں گے اور ایک روایت میں نبی سے وارد ہوا ہے: اسلام ہمیشہ قوی و عزیز ہو گا یہاں تک کہ بارہ خلیفہ ہوں کے وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے اور صحیح مسلم میں اسی طرح آیا ہے۔ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت واقع ہو جائے اور لوگوں پر بارہ خلیفہ ہوں گے، وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے اور اجمع بین الصحاح السعة میں دو بچھوں پر آیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: یا مر یقیناً ختم نہ ہو گا یہاں تک کہ اس میں بارہ خلیفہ لذریس گے اور وہ سب کے سب قریش

لئے نص کے طور آیات و احادیث کو نقل کیا ہے اور اسکی بنیاد پر استدلال کرنا چاہا ہے، تو میں جانتا ہوں کہ ان میں سے اکثر، دعوے سے بہت دور ہیں اور ان نصوص اور مدعی کے دعوے میں اصل میں کوئی نسبت ہی نہیں ہے اور یہ نصب خلافت کے لئے درست نہیں ہے۔ یقیناً میں جانتا ہوں کہ یہ آیات و روایات نص پر دلالت نہیں کرتیں۔ پس یہ سب ثابت نہیں کرتا ان کے مذمعاً پر تو پھر اس قول کا کیا فائدہ : **وَالْأَخْبَارُ فِي ذِلِكَ أَنْجَرُ مِنْ أَنْ تَحْصِي** (اور روایات اسی سلسلہ میں شمار سے بہت زیادہ ہیں)؟

قاضی نور اللہ کا جواب

ہم یہاں شہید قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کا خلاصہ نقل کرتے ہیں: روز بہان کی ملامت آمیز با توں اور حملوں پر توجہ کرنے سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

۱۔ اس کا یہ کہنا کہ جابر ابن سمرہ اور ابن عینہ متقابل اور ایک درجہ کے راوی نہیں ہیں تو اس کا یہ اعتراض مردود ہے کیونکہ مصنف (علامہ حلی) نے انہیں متقابل یعنی وہ دونوں برابر کے صحابی اور پیغمبر سے نقل حدیث کرنے والے تھے، قرار نہیں دیا ہے۔ ناصب (روز بہان) نے یہی مطلب بیان کیا ہے جب کہ ابن عینہ نے جو حدیث نقل کی ہے وہ مقتطع ہے اور اس کے عکس حدیث جابر متصل ہے۔

۲۔ اس کا یہ کہنا کہ تاویل حدیث میں اسلاف میں بعض اکابر امنبکبرین موافق ہیں تو اس بات سے کوئی مون عاقل راشی نہ

مقتطع حدیث: وہ حدیث جس کے درمیانی راوی پیان نہ ہوئے ہوں۔

۳۔ متصل حدیث: جو راہ راست پیغمبر سے نقل ہوئی ہو یعنی راوی نے پیغمبر سے سنا ہو۔

اسناد کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے یہ کیا کہ ابن عینہ اور جابر کو روایت کرنے میں متقابل وہ مرتبہ کر دیا۔ پھر اتنی عشر خلیفہ کی عدد کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا ہے تو اس میں علماء نے اس کے معنی میں اختلاف کیا ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں: رسول کے بعد خلفاء ہیں اور وہ بارہ ہیں اور تین سو سال حکومت کریں گے اور اس کے بعد فتنے واقع ہوں گے اور یہی معنی ہیں۔ قریش کے اتنی عشر خلیفہ کے دور خلافت میں امر دین کے عزیز و قوی ہونے کے۔

اور بعض کا نظریہ ہے کہ: قریش سے اتنی عشر خلفائے صاحبین کی عدد یوں ہے کہ خلفائے راشدین اور وہ پانچ ہیں اور عبد اللہ بن زیر اور عمر بن عبد العزیز اور پانچ خلفائے بنی عباس۔ پس یہ اشارہ ہے خلفائے قریشیہ میں صلحاء کی طرف اور جہاں تک بات ہے اس حدیث کا انہمہ اتنی عشر پر حمل کرنے کا تو اس سے مراد ہے خلافت و راشت علم و معرفت اور حجت اور منصب نبوت کا ظاہر کرنا اور پوری طرح قائم رکھنا ہے، پس اس معنی کو صحیح اور جائز قرار دینے میں کوئی مانع نہیں ہے بلکہ یہ معنی "حسن" یعنی اچھا ہے اور زعامت بکری اور عظیم حکومت کا تصور کرنا، یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اتنی عشر میں دلوگ صاحب زعامت بکری تھے اور وہ علی اور حسن رضی اللہ عنہما تھے اور یقینہ کے لئے ہرگز زعامت بکری کا دفاع نہیں ہوا ہے، چاہے دشمن کہیں: وہ لوگ خلیفہ تھے لیکن لوگوں نے انہیں ان کے حق سے روک دیا: میں (روز بہان) قبول کرتا ہوں کہ وہ ہرگز خلفائے بالفعل نہ تھے لیکن بالقوله اور بالاستحقاق وہ خلیفہ تھے اور حدیث کے ظاہری معنی ہیں کہ وہ خلیفہ ہیں اور قائم ہیں حکومت و ولایت کے ساتھ ورنہ کیا فائدہ ہے ان کی خلافت میں دین کے قائم ہونے کی بات کا؟ اور یہ ظاہر معنی ہیں واللہ اعلم۔

پھر جو کچھ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں آن کی خلافت کے

اہل بیت کے ساتھ تھے یہاں تک کہ عبد اللہ جوان ہو گیا۔

انعیٰ - ۲

عبد اللہ بن زبیر کا فادھا طاہر ہے، وہ بھی نادم نہ ہوا اپنے برے کاموں سے اور عداوت اہل بیت علیہ السلام پر مصروف۔ صاحب کشف الغمہ نے لکھا ہے کہ وہ اپنی خلافت باطلہ کے زمانے میں پیغمبر اکرم علیہ السلام پر خطبوں میں صلوٽ نہیں بھیجا تھا، یہ کہا جاتا ہے کہ جب ذکر رسول خدا علیہ السلام اور اہل بیت علیہ السلام آتا تھا تو تکبر سے ناک چڑھاتا تھا۔

اسی طرح یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ روایت سے پتہ چلتا ہے کہ تمام خلیفہ کا یکے بعد دیگرے ہونا ضروری ہے لیکن روز بہان کی بے تکی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ دو صاحب خلیفہ کے درمیان کا زمانہ خلیفہ سے غالی ہو گا۔

۲۔ روز بہان کا سوال وجواب تردید کی شکل میں جو اس نے کیا ہے، مردود ہے کیونکہ خلافت و امامت امور دین و دنیا میں ایک عمومی ریاست ہے جس کی نیابت میں اور اس کی فعلیت وجود و حقیقت یقیناً صحت و تیئین کے ذریعہ ہے نہ کہ حکم کے جاری کرنے اور امور میں تصرف کے انتہا سے اگرچہ خلیفہ کی حقیقت جو اس نے ذکر کیا ہے اسی سے لازم آتا ہے کہ ابو بکر عربوں کے زکات ادا کرنے کی حالت میں خلیفہ نہیں ہو سکتے اور اسی طرح اہل سنت کے نزدیک عثمان اپنے گھر میں محاصرہ کی وجہ سے خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ اور اسی طرح علی علیہ السلام تین خلفاء کے تغلب کے زمانہ میں خلیفہ نہ ہوں گے، جب کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ خلیف اور امام منصوص من اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ہے چاہے امت

۲۔ عبد اللہ بن زبیر خود تو ہنہمی ہوا اپنے باپ کو بھی جہنم میں لے گیا۔

ہو گا، خلفاء کے ثلاٹ کے فراد سے ہم آگاہ ہیں۔

باغی و عاوی لے معاویہ اور شراب خوار و ولد الزنا یہ قاتل امام حسین علیہ السلام کا مددینہ میں صحابہ و تابعین کا قتل اور ان کی عورتوں کو حلال قرار دینا اور ولید بن یزید ابن عبد الملک زندیق مرتد جس نے قرآن مجید کو نشانہ بنایا اور اسے چھینک دیا اور اس پر تیروں کی بارش کر دی۔ اور اسی طرح کے خلفاء اور ائمہ دین جن کے ذریعہ سے اسلام کو قوی و عزیز ہونے کا خیال روز بہان نے پیش کیا تو یہ وہ باتیں ہیں جو مسلمان کی زبان پر نہیں آتی۔

مطاعن معاویہ ہیں ہم بتائیں گے کہ خود ناصب نے معاویہ کو خلیفہ نہیں ملوک اسلام میں بتایا ہے اور ملوک (بادشاہ) اپنے اعمال میں مطاعن سے غالی نہیں ہیں تو پھر کس طرح ناصب روز بہان کے نزدیک یہ تاویل درست ہو گی جس کا خود اس نے اعتراف کیا ہے۔ اسی طرح خلفاء دین کے نظریہ کے تحت احکام دین کو خصوصاً شافعیوں کے نزدیک تین سو سال بعد سے ہمارے زمانے تک معطل ہونا چاہئے۔

۳۔ روز بہان نے جو تاویل پیش کی ہے مردود ہے کیونکہ عبد اللہ بن زبیر کو صلحائے خلفاء کے مکبرہ میں شمار کیا ہے، صریح کیا آدمی جنگ جمل میں بقیہ باغی اور مہاجرین کے ساتھ عداوت اہل بیت علیہ السلام میں آگے آگے تھا جیسا کہ صاحب استیعاب نے لکھا ہے: یقیناً اس (عبد اللہ بن زبیر) میں خلل تھا اور خلافت کے لئے صحیح نہیں تھا کیونکہ وہ بخیل، سخت بد بودار، بد اخلاق، شدید قسم کا حاسد، اس نے محمد بن حفیظہ کو در بدر کر دیا تھا اور عبد اللہ بن عباس کو طائف جانے سے روک دیا تھا اور علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: زبیر ہمیشہ ہم

۱۔ عاوی یعنی حملہ کرنے والا، بھوکنے والا، ہتھوں کو اکسانے والا۔

قائم سے، وہ اللہ کی جگت ہے چاہے ظاہر و مشہور ہو یا خاف و پوشیدہ ہو، تاکہ اللہ کی جھیں اور اس کی نشانیاں باطل نہ ہوں..... پس امام حسین علیہ السلام امام معصوم تھے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے خلق کے لئے لطف عظیم تھے..... اسی طرح زکر یا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام اللہ کی طرف سے خلق پر دولطف تھے، لوگوں نے ان کو قتل کر کے ضلالت کو ہدایت پر ترجیح دی، **الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبَحُتْ تِبْيَارَهُمْ وَمَا كَانُوا مُمْهَنِدِينَ**^(۱۵) اور اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبياء علیہم السلام اور ائمہ علیہم السلام کے واقعات میں ملتا ہے۔

۵۔ روز بہان کا یہ اعتراض و تردید یہ کہ علامہ علی کی نقل کردہ آیات و روایات پر کہ جس کے ذریعہ آپ نے خلافت کے وجود پر کے کے پر استدلال کا ارادہ کیا ہے، یہ استدلال ان کے دعوے کے لئے اصلاً مناسب نہیں ہے۔ شہید قاضی فرماتے ہیں روز بہان کا یہ تو ہم مردود ہے اس لئے کہ مصنف علامہ علی نے علی علیہ السلام کی خلافت کے استدلال کے لئے صرف انہیں روایات پر اختصار نہیں کیا بلکہ اس کے علاوہ ان کی عصمت و افضلیت پر نص موجود ہیں اور جو فضیلیتیں امام علی علیہ السلام میں ہیں وہ غیر علی علیہ السلام میں ہرگز نہیں ہیں۔ ان تمام آیات و روایات کو ہم نے ان کی جگہ پر بیان کیا ہے۔ روز بہان نے مصنف (علامہ علی) کے مقاصد کو یا تو سمجھا نہیں یا پھر تجھا ہل سے یقینی جان بوجھ کر عوام میں اس طرح کی بات کی ترویج اور اپنے بہائم اصحاب کی سخت پیاس کو گمراہ کن باقتوں سے سیراب کرنا چاہتا ہے۔

روز بہان ناصب اور اس کے پیروں کو جنمبوں نے امیر

کے بعض انتیار سے انہیں دور کھا جیسا کہ سُنی کہتے ہیں، یا خلیفہ و امام بالفعل جب کہ وہ امور میں تصرف نہیں رکھتے جیسا کہ نبی نے اپنے نواسوں کے بارے میں فرمایا: ”میرے یہ دونوں بیٹے امام ہیں چاہے وہ کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں۔“

شہید قاضی نے صاحب کشف الغمہ کے حوالے سے مزید لکھا ہے کہ اللہ نے جن لوگوں کو خلافت اور جس منصب کے لئے جن لیا ہے اس پر دوسرے کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ انبياء علیہم السلام کی نبوت کو جھٹلانے سے نہ تو ان کی نبوت پر کوئی اثر پڑے گا اور نہ ہی اس میں شک واقع ہو گا اور نہ تقبیح کرنے والوں کی تقبیح سے ان کے پھرے بگڑیں گے۔ اور نہ ہی معاندین کی عداوت سے ان کی شرافت میں نقص آئے گا۔ امام نے فرمایا: مومن کے مرتبہ میں کمی نہیں آتی جب وہ مظلوم ہو، وہ اپنے دین میں شبہ نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے لیقین میں کمی آتی ہے۔

روز بہان ناصب کا قول کہ: سلمت امہم لم یکونوا خلفاء بالفعل بل بالقوة..... (میں تسلیم کرتا ہوں وہ لوگ بالفعل خلیفہ نہیں ہیں بلکہ بالقوہ خلیفہ ہیں.....) کثرت سے غلطی میں ڈالنے والا ہے اور اس کی اس بات سے سوائے بے وقف اور بچوں کے کوئی دھوکا نہیں کھا سکتا۔

اور روز بہان کا یہ کہنا: **فَمَا الْفَائِدَةُ فِي خِلَافِهِمْ فَمَدْفوعٌ... اس سلسلہ میں افضل الحفظین خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الحبرید میں لکھا ہے کہ: ان کا وجود لطف ہے اور ان کا تصرف لطف ہے اور ان کا غائب ہونا ہماری وجہ سے ہے یعنی امام کا وجود لطف ہے چاہے وہ تصرف و حکومت کریں یا تصرف و حکومت نہ کریں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ: زمین غالی نہ ہو گی**

شرح دعاء العهد

يَأَفْضَيْلُ كُلَّ شَيْءٍ فِي الْكُرْسِيِّ السَّمَاوَاتُ وَ
الْأَرْضُ وَ كُلَّ شَيْءٍ فِي الْكُرْسِيِّ
اَنْ فَضِيلٌ هُرْشَاهُ كَرْسِيٍّ مِّنْ هُنَّ، آسماَن اور زمِن
اور هر چیز کرسی میں ہے۔

(التوحید، شیخ صدوق، ج ۲، ص ۳۲)

تیسرا روایت میں زرارہ، جو امام صادق علیہ السلام کے حواری
میں ہیں، نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آسمان اور زمِن
کرسی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں یا کرسی آسمان اور زمِن کا احاطہ
کے ہوئے ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا

بَلِ الْكُرْسِيِّ وَسِعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَ
الْعَرْشُ وَ كُلَّ شَيْءٍ وَسِعَ الْكُرْسِيِّ
نہیں بلکہ کرسی آسمان اور زمِن اور عرش کا احاطہ
کئے ہوئے ہے، کرسی ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے
ہے۔

(التوحید، شیخ صدوق، ج ۲، ص ۳۲)

جاٹلین کے سوال کے جواب میں حضرت امیر المؤمنین
علیہ السلام نے فرمایا

کرسی آسمان اور زمِن اور جو کچھ اونکے درمیان ہے
اور جو کچھ زیغاک ہے ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔
چاہے تم بلند گفتگو کرو یقیناً خدا ہر راز اور مخفی چیز کا جانے
 والا ہے، اور یہ آیہ وَسِعَ كُرْسِيِّ السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضِ اسی حقیقت کی طرف دلالت کر رہی ہے۔

(الكافی، شیخ محمد بن یعقوب الکلبی، ج ۱، ج ۱، ص ۱۲۹)

وَرَبَ الْكُرْسِيِّ الرَّفِيع
لفظ رب پر بچھے شمارے میں گفتگو ہو چکی ہے۔ اب لفظ
کرسی پر مختصر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے، ان شاء اللہ۔
عربی لغت میں کرسی اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس پر اعتماد
کیا جائے یا جس پر بیٹھا جائے۔ قرآن کریم میں لفظ کرسی دو مرتبہ
استعمال ہوا ہے۔ سورہ المبارکہ البقرہ (آیہ ۲۵۵) میں ارشاد ہوتا
ہے:

وَسِعَ كُرْسِيِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
اسکی (یعنی اللہ کی) کرسی آسمان اور زمِن کا احاطہ کئے
ہوئے ہے۔

اب آئے تعلیمات محمد اور آل محمد علیہما السلام کی روشنی میں کرسی
سے کیا مراد ہے۔

کرسی علم خدا ہے

حضر بن غیاث روایت کرتا ہے کہ میں نے صادق آل محمد
امام صادق علیہ السلام سے اس آیہ ”وَسِعَ كُرْسِيِّ السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضِ“ کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ
اس سے مراد خدا کا علم ہے۔

(التوحید، شیخ صدوق، ج ۲، ص ۳۲)

دوسری روایت میں جب فضیل بن یسیار، جن کے بارے
میں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ فضیل ہم اہل بیت میں سے ہیں، نے
آپ سے کرسی کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے جواب میں
فرمایا

ظاہری خلافت سے محروم کر کے مسلم انوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہالت اور پستی کے اندر ہوں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا۔

وَرَبُّ الْبَحْرِ الْمَسْجُورِ
بحر کا مطلب ہے سمندر یا اقیانوس، اسکی جمع ہے آبجھرو
بُحُورٌ وِ بِحَارٍ۔

بحر مسجور آسمان کے سمندر کا نام ہے جو عرش کے نیچے ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں

**وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُورِ بَحْرٌ فِي السَّمَاءِ تَحْتَ
الْعَرْشِ**

(بخار الانوار، ج ۵۵، ص ۷، ح ۱۰، ح ۵۳)

یہ وہ سمندر ہے جو تمام عالمین کا حاطہ کرنے ہوتے ہے۔ زید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس طرح دعا فرمائی

**... وَ رَبُّ الْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ... الْمُحِيطِ
بِالْعَالَمِينَ**

(بخار الانوار، ج ۷، ص ۹، ح ۳۶)

اور اسے قیامت کے دن بھرا جائے گا۔

(تقریبی بن ابراہیم القمي)

وَمُنْزِلُ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ
لفظ منزل اسم فاعل ہے باب افعال کا یعنی نازل کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانی کتابیں نازل کیں لوگوں کی ہدایت کے لئے۔ اسے کل ۱۰۲ کتابیں نازل کیں۔ جن میں ۲ مشہور ہیں توریت، انجیل، زبور اور قرآن۔ اس دعائیں قرآن کریم کا ذکر بعدواںے جملے میں ہے، غالباً اسکی اہمیت اور عظمت کے اعتبار کو مدنظر رکھتے ہوتے۔

مندرجہ بالا روایات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جب کرسی کو اللہ جل جلالہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اسے مراد اللہ کا علم ہے۔ جب ہم فظ کرسی یا عرش اللہ کے لئے استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے رُغز نہیں ہوتا ہے کہ کرسی یا عرش ہمارے تحت یا کرسی کی طرح ہے اور اللہ اس پر بیٹھا ہوا ہے جیسا کہ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے جسم ہے اور ہم آخرت میں اسکے جسم کا مشاپدہ کریں گے۔ اللہ ایسی صفات سے پاک اور منزہ ہے۔

لفظ الرفیع کرسی کی صفت ہے۔ رفیع لغت کے اعتبار سے اسم مفعول ہے یعنی جو بلند کیا گیا ہو یعنی اللہ کا علم اتنا بلند اور بالا ہے کہ کسی بھی بشر کی رسائی اس تک نہیں مگر وہ افراد جنکو اللہ نے منتخب کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ نے اپنے اس علم فعلی کو وہ بلندی عطا کی ہے کہ کوئی بھی شخص اسکے بارے میں فکر نہیں کر سکتا مگر اس ذات کے جس نے منبر پر جا کر اعلان کیا سُلُونِ قَبْلَ آنَ تَفْقِدُونِ
پُوچھ لو مجھ سے قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان سے چلا جاؤں۔

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے خطبه شفیعیہ میں فرمایا:

أَنَّ هَكِيلَ مِنْهَا هَكَلَ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحْمَنِ
يَعْدِدُ عَيْنِي السَّيْلُ وَلَا يَرِقُ إِلَى الظَّلِيرِ

میر ارشادہ خلافت سے ویسا ہی تھا جیسا آئے کی چکی اسکے محور سے ہوتا ہے۔ علم کا سیلا ب محض سے جاری تھا اور کوئی پرندہ مجھ تک پہنچ نہیں سکتا ہے (یعنی کسی کی فکر میری حقیقت اور میرے علم تک نہیں پہنچ سکتی ہے)۔

وائے ہو جب دنیا اور جب منصب کا لوگوں نے علی علیہ السلام کو

وَلَا الظِّلْلٌ وَلَا الْحَرُورُ
 فَالظِّلْلُ ظِلٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 فِي الْجَنَّةِ وَالْحَرُورُ يَعْنِي جَهَنَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
 ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَمَّا تَبَّاعَتْ بَيْنَ كَيْهَانِ ظِلٍّ مِّنْ سَرَادِ جَنَّتٍ مِّنْ
 امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَبِّ الْجَنَّةِ هُوَ
 دُجَّسْ بَاتٍ يَدْعُو إِلَيْهِ رَوْاْيَتُ ابْنِ تَنْعِنَ كَيْ تَفَاصِيرَ مِنْ مُوْجَدٍ هُوَ اَوْ
 ابْنُ عَبَّاسٍ مِّنْ مُنْقُولٍ هُوَ:
 اسْنَمْ مِنْ مِنْ بِيَجَانَهُوَكَا اَگْرِبْ سَارَ الْأَنْوَارَ كَيْ اِيكَ بَابَ كَيْ
 عَنْوَانَ كَاتِبَهُ قَارِئَنَ كَرَامَ كَيْ خَدْمَتَ مِنْ پِيشَ كَيْ جَاتَهُ عَلَامَ شَيخَ
 مُحَمَّدَ باقرِ جَلَسِي رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نَزَّلَ اسْكَرَتَنَابَ مِنْ جَلَدِ ۲۳ مِنْ
 ۷ تَكَ اِمامَتَ عَامَهَ كَيْ بَحْثَ كَيْ هَيْرَ چَوِيَوْسَيْنَ (۲۳) جَلَدَ کَا
 سِيَنْتِيَوَالَّ (۳) بَابَ اسْ طَرَحَ هَيْرَ

اَنْهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الْمَاءُ الْمُعِينُ وَ
 الْبَئْرُ الْمَعْتَلَةُ وَالْقَصْرُ الْمَشِيدُ وَتَأْوِيلُ
 السَّحَابُ وَالْمَطَرُ وَالظَّلُّ وَالْفَوَاكِهُ وَ
 سَائِرُ الْمَنَافِعُ الظَّاهِرَةُ بِعِلْمِهِمْ وَ
 بِرَكَاتِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
 بَيْنَكَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ (قُرْآنَ كَرِيمَ كَيْ عَبارَاتَ) بِيَمْهَاپَانِي،
 وَهَنَوَالَ جَسَّ لَوْکُونَ نَزَّلَ چَوُڈَ دِيَاَهُو، مَضْبُوطَ قَلْعَه، آسَمانَ
 بِيَارَش، سَايِه، بَچَلُ اُورَوَهَ تَنَامَ اشِياَ بَوْخَوْقَاتَ كَيْ لَتَهُ
 ظَاهِرَ اَمْفِيدَ اُورَ سُونَدَمِنَدَ مِنْ کَيْ مَصَادِقَ مِنْ اپِسَنَ عَلَمَ اُورَ
 بِرَكَوْنَ کَيْ بَناَپَرَ.

وَمُثِيلُ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ
 الْمُقَرَّبِيْنَ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
 اُورَ (اَسَهُ اللَّهُ) اَسَقَرَ عَظِيمَ کَيْ نَازِلَ فَرَمَانَے

وَرَبُّ الظِّلَّلِ وَالْحَرُورِ
 سَايِه اُورَ حَرَارتَ کَا پَرَوْرَدَگَارَ-

ان دُوںوں لفظوں کا تعلق سورج یا نور یا روشنی سے ہے۔ جس مقام پر سورج یا نور یا روشنی کے ہوتے اس کا براہ راست اثر نہ ہو یا اسکے حَرَارت کی شدت سے پناہ لی جائے اسے ظِلٌّ یا سایِہ کہتے ہیں۔ لفظ ظِلٌّ کا مادہ ظِلٌّ ہے اور عربی صرف میں اسے مضاعف کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ فعل جس کے مادہ میں کوئی حرفاً دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہو اور یہ فعل کے وزن پر آیا ہے۔ اسکے مشتقات قرآن کریم میں پینتیس (۳۵) مرتبہ مستعمل ہوئے ہیں۔

حَرُور صیغہ مبالغہ ہے جسکا مطلب ہوتا ہے بہت حَرَارت رکھنا والا یا بہت گرم۔

یہ دُوںوں لفظ قرآن مجید کی ایک آیت میں ساقِہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ سورہ الفاطر آیات ۱۹-۲۱ میں ارشاد ہوتا ہے

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ^{۱۶} وَلَا
 الظُّلْمِيتُ وَلَا النُّورُ^{۱۷} وَلَا الظِّلُّ وَلَا
 الْحَرُورُ^{۱۸}

اور انہے اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اور تاریکیاں اور نور دُوںوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اور سایِہ اور دھوپ دُوںوں برابر نہیں ہو سکتے۔

بیان ذات حق سوال کر رہی ہے ”آیا سایِہ اُور حَرَارت یکساں ہیں؟“ عربی لغت میں اسے استفہام انکاری کہتے ہیں۔ یعنی جسکا جواب بالکل صاف اور واضح ہو۔ بیان جواب لفی ہے اور یہ عقل کا بدی یہی فیصلہ ہے کہ یہ دُوںوں برابر نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس کی تاویل اس طرح کی گئی ہے۔

مقرب فرشتوں کی خلقت کی بحث میں کچھ روایتیں ایسی ہیں جو ہماری عقل اور فہم کے ماوراء میں۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ان روایات کو یہ کہہ کر دکر دیں کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے گویا وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ اللہ کی تمام مخلوقات اور انکے مناصب، مقامات اور کیفیتوں سے واقف ہے۔ جب کہ یہ دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا ہے سو اے ان افراد کے جنکو اللہ نے اپنے علم سے نواز اہے۔ عربی زبان کی ایک مشہور کہاوت ہے کہ عدم الوجود لا یدل علی عدم الوجود یعنی اگر ہم کسی چیز کو نہیں پاتے میں اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ وہ چیز موجود نہیں ہے۔ اب جب یہ بات واضح ہو گئی تو آئیے مقرب فرشتوں کی خلقت کے متعلق ایک روایت دیکھ لیتے ہیں۔ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں

جب مجھے معراج پر لے جایا گیا ہم لوگ ایک نہر کے پاس پہنچے۔ جبریل نے مجھ سے کہا
یا حُمَدُ اعْبُرْ عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ فَقَدْ نَوَّرَ اللَّهُ لَكَ
بَصَرَكَ وَ مَدَّ لَكَ أَمَامَكَ فَإِنَّ هَذَا نَهَرٌ لَمَّا
يَعْبُرُهُ أَحَدٌ لَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَ لَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ
غَيْرَ أَنَّ لِي فِي كُلِّ يَوْمٍ أَغْنِيَّةً فِيهِ ثُمَّ
أَخْرُجُ مِنْهُ فَأَنْفُضُ أَجْنِحَتِي فَلَيَسَ مِنْ
قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ أَجْنِحَتِي إِلَّا خَلَقَ اللَّهُ
تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مِنْهَا مَلَكًا مُقَرَّبًا
اے محمد! اللہ کی برکت سے اس نہر پر سے گزر جائے۔
یقیناً اللہ نے آپ کی نظر وہ منور کیا ہے اور آپ کے سامنے جو منظر ہے اسے کشادہ کر دیا ہے۔ یہ نہ وہ ہے جس پر سے نہ کوئی مقرب فرشتہ گزرا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل۔ مگر یہ کہ میں روزانہ اس نہر میں غوطہ لیتا ہوں

والے، اور اے مقرب فرشتہ، نبیوں اور رسولوں کے پروار گار۔

قرآن کریم کا دیگر آسمانی کتابوں سے ہٹ کر کرنا اسکے اعلیٰ مقامی پر دلالت کر رہا ہے۔

ملاکوں ملک کی جمع ہے۔ جس طرح ہر مخلوق میں اللہ نے اپنے لئے ایک یا چند کو منتخب کیا ہے جیسے بیت اللہ (اللہ کا گھر)، یعنی تمام مسجدیں اللہ کا گھر ہیں بالخصوص بیت الحرام، روح اللہ (اللہ کی روح) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے، نفس اللہ (امیر المؤمنین علیہ السلام) ہیں، وغیرہ اسی طرح فرشتوں میں اللہ نے اپنے لئے چار فرشتوں کو منتخب کیا اور انہیں ملاکوں مقرر بین کہا۔ یہ مقرب فرشتے کوں میں؟

عَنْ أَبِي الْحَسِينِ الْأَوَّلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اخْتَارَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَرْبَعَةً اخْتَارَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جَبَرِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ وَ مَلَكَ الْمَوْتِ

امام کاظم (علیہ السلام) نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت نقل کی ہے آپ نے فرمایا: بیشک ذات حق جو بارکت اور متعال ہے نے ہر شیء میں سے چار چیزوں کو منتخب کیا۔ فرشتوں میں اسے جبریل، میکائیل، اسرافیل اور عذرائیل (ملک الموت) کو منتخب فرمایا۔

(الحمال، شیخ صدقہ بن عثیمین، ج ۱، ص ۵۸، ح ۲۲۵؛ بخاری الانوار، ج ۶، ص ۱۳۲)

آگے بڑھنے سے پہلے ایک یاد دہانی ضروری صحیحتے ہیں۔

أُولى الْعَزْمِ لَاَنَّهُ عَهْدٌ إِلَيْهِمْ فِي مُحَمَّدٍ وَ
الْأُوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِهِ وَالْمُهَدِّيِّ وَسَيِّدِهِ وَ
آجَمَعَ عَزْمُهُمْ عَلَى أَنْ ذَلِكَ كَذِلِكَ وَ
الْإِقْرَارِ بِهِ

جا بر روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو جعفر یعنی محمد ال باقر علیہ السلام سے اللہ کے اس قول ”بیشک ہم نے آدم سے پہلے ہی سے عہد لیا تھا لیکن وہ بھول گئے اور ہم نے انھیں صاحب عزم نہیں پایا“ سوال کیا۔ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا ”اللہ کی مراد یہ ہے کہ ہم نے انس مدد اور انکے بعد انہے کے بارے میں عہد و پیمان لیا مگر انہوں نے اسے ترک کر دیا اور وہ بھول گئے کیوں کہ انہیں یہ عزم اور پختہ یقین نہیں تھا کہ اس طرح ہو گا۔ محمد والی علیہ السلام کے درجات کو درک کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے اس کے لئے خدا کی خاص عنایت درکار ہے خدا کی عنایتیں بھی ہر ایک کے لئے ایک جیسی نہیں ہیں۔ جس طرح انیماع علیہ السلام کے درجات مختلف ہیں خدا کی عنایتیں بھی درجہ درجہ ہیں۔

دیگر روایتوں کی روشنی میں یہ عزم ظھور امام زمانہ علیہ السلام کے متعلق تھا۔ نتیجا وہ اس عظیم مقام سے محروم ہو گئے یا کر دئے گئے۔ ہم سب کو خداوند متعال کی بارگاہ میں رو رک رکنا چاہئے کہ پروردگارا ہمیں ایک لمحے کے لئے بھی دراہل بیت علیہ السلام سے دور نہ کرنا ورنہ ہم بلاک ہو جائیں گے۔ پروردگارا ہمارے امام کے ظہور میں تبحیل فرمایا ہمیں انکے مددگاروں میں شمار فرمایا۔ آئین رب العالمین۔

(یقینہ آیندہ شمارہ میں ان شاء اللہ)

پھر اس سے باہر آتا ہوں اور اپنے پروں کو جھڑکتا ہوں۔ میرے پروں سے کوئی قطرہ نہیں گرتا ہے مگر یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس قطرہ سے ایک مقرب فرشتہ غلق کرتا ہے۔

(اماں صدوق رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۵۲ مجلہ ۵۸)

جملے کے آخری دو لفظ **الْأُنْبِيَاءُ وَالْمُرْسَلِينَ** میں۔ ان بیان بنی کی جمع ہے اور مسلمین مرسل کی۔ بنی اس سفیر الہی کو کہتے ہیں جسے خبر دی گئی ہو۔ بنی یا توں ب اسے بنائے جس کا مطلب ہے خبر اور بنی وہ ہو گا جسے خبر دی گئی ہے یا تو پھر ان ب و سے بنائے جس سے مراد وہ ذات ہے جو بلند اور آسمانی ہے۔ مرسل اور رسول ان نبیوں کو کہتے ہیں جو صاحبان شریعت ہیں۔ روایت کی روشنی میں رسولوں کی تعداد ۳۱۳ ہے۔ اور نبیوں کی تعداد ۱۲۳۰۰۰ ہے۔ رسولوں میں پانچ اولو العزم ہیں۔ اور وہ اس طرح میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت علی علیہ السلام اور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام۔ یہاں ایک سوال اٹھتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی ہیں اور ابو البشر ہیں لیکن اسکے باوجود اولو العزمیت سے محروم رہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ اسکا جواب بھی تعلیمات اہل بیت علیہ السلام میں موجود ہے:

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلَيٍّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُقْضَلٍ بْنِ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسِيَ وَلَمْ يَنْجِدْ لَهُ عَزْمًا قَالَ عَهِدْنَا إِلَيْهِ فِي مُحَمَّدٍ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَتَرَكَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ عَزْمٌ أَثَمَّ هُكَذَا وَإِنَّمَا سُمِّيَ أُولُو الْعَزْمِ

ظہور کی آہٹیں

نور خدا ہے کفر کی حربت پر خندہ زن
پھونکو سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
اگر زمین کا کوئی خالق نہیں ہے اور یہ زمین خود بخود وجود
میں آئی ہے۔ یہ ساری دنیا بس خود سے وجود میں آگئی ہے یا اس دنیا
کا کوئی خالق تھا اب نہیں ہے اور اگر موجود ہے تو عاجز و ناتوان ہے
یا اس کو اب اس دنیا کی کوئی پرواہ نہیں ہے تب تو یہ سارے اندیشے
درست ہیں کہ دنیا ایک دن تباہ و بر باد ہو جائے گی اور اس کا انعام خیر
نہیں بلکہ شر ہے۔

لیکن اگر اس دنیا اور زمین کا کوئی خالق ہے اور وہ اس وقت
بھی موجود ہے طاقتور اور تو انہے تو سکیا یہ ممکن ہے کہ وہ حکیم اور قادر خدا
اس دنیا کو اس طرح تباہ و بر باد ہونے دے گا اور خاموش تماثلی بنا
رہے گا اور وہ تمام وعدے جو اس نے قرآن کریم میں کئے ہیں وہ
سب بخلاف ہے۔

خداوند عالم نے اس دنیا میں جس کو جس طرح کی جس میدان
میں جس قدر مہلت دی ہے یہ خداوند عالم کی کمزوری اور عاجزی کی
دلیل نہیں ہے یہ خداوند عالم کی آزمائش ہے تاکہ لوگ جی بھر کے
اپنے ارمان نکال لیں اور جب ان کی مدت حیات پوری ہو جاتی
ہے خداوند عالم ان کو اس حالت میں واپس بلا تا ہے جب گناہ اس
قدر زیادہ ہو چکے ہوتے ہیں کہ اس کا انعام جہنم کے دردناک
عذاب کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے مہلت گناہ کا سبب ہوتی ہے گناہ
سے دل مردہ ہوتے ہیں۔ مردہ دل تو بہ و استغفار کی نعمت سے محروم
ہو جاتے ہیں۔ انعام مہلت کی چند روزہ زندگی ختم ہو جاتی ہے پھر وہ
عذاب نصیب ہوتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

آج ہر طرف ہر وقت، ہر جگہ ہر ایک کی زبان پر یہ عام گفتگو
ہے دنیا میں دہشت گردی تیز ہو رہی ہے۔

ایک ملک سے دوسرے ملک میں اور دوسرے سے
تیسرا چوتھے ملک میں یہ بلا عام ہو رہی ہے عام شہریوں کا جینا
دو بھر ہو رہا ہے۔ لوگ اپنے آبائی ملک اور شہر اور کاؤنٹیوں کو چھوڑ
چھوڑ کر غیروں کے دامن میں پناہ لے رہے ہیں ہر ایک ان
حالات کی روشنی میں مایوسی کا شکار ہے ہر ایک پر خوف و ہر اس
طاری ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں بھی موجودہ صورت
مال کو ختم کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں یا اپنے اسلوں کی کاد
بازاری کو دوبارہ رونق عطا کرنے کے لیے ناکامی کا مظاہرہ کر رہی
ہیں۔ یہ دہشت گردی مسلم ممالک میں ہے۔ مسلمان ہی مسلمان کا
قتل کر رہا ہے۔ قاتل بھی وقت قتل قتل اللہ اکبر کہہ کر قتل کر رہا ہے اور
مقتول بھی وقت قتل قتل اللہ اکبر کہہ رہا ہے کلمہ پڑھ رہا ہے ایک غازی
بن کر خوش ہے ایک شہید ہو کر مسرور خود مسلمانوں کے ذریعہ اسلام
بر باد اور بدنام ہو رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس دہشت گردی کے چکر
میں اسلام نیست و نابود ہو جائے گا۔ مسلم ممالک میں جاری نسل و ستم
سے عاجز ہو کر مسلمان غیر مسلم مملکوں میں چلے جائیں گے اور رفتہ رفتہ
وہاں کے غیر مسلم سماج اور غیر اسلامی تہذیب میں اس طرح گھل
مل ہو جائیں گے کہ ان کا نام و نشان بھی نہیں رہے گا۔ اسلام دہشت
گردی کی بنابری ختم ہو جائے گا۔ مسلمان غیر مسلم ممالک میں ہجرت
کر کے ختم ہو جائیں گے اور اس طرح کے خدا کے آخری دین کا
قصہ تمام ہو جائے گا۔ کفر و شرک اور تمام غیر اسلامی طاقتیں اپنے
منصوبوں میں کامیاب ہو جائیں گی۔

القاعدہ..... کو دیکھ رہے ہو جب کہ میں قائم آل محمد حضرت حجۃ بن احسن العسكری علیہما السلام کے دور آخر اور ان کی حکومت کو دیکھ رہا ہوں۔ یعنی شروع سے یہ طبقاً کہ زمین پر فنا دتو ہو گا لیکن انجام عدل و انصاف ہو گا۔

۲۔ جب فرعون اور فرعونیوں نے زمین میں میں تباہی و بر بادی مچائی خدا نے اس طرح بیان فرمایا:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الرَّبُّورِ مِنْ بَعْدِ الظِّرْكِ أَنَّ
الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِي الصَّلِحُونَ ۝
(انبیاء۔ ۱۰۵)

ہم نے جناب موسیٰ کی کتاب توریت میں بھی لکھ دیا تھا اور اس کے بعد جناب داؤد کی کتاب زبور میں بھی یہ لکھ دیا تھا خدا کا لکھنا یعنی خدا کا وعدہ ہے۔ میرے نیک بندے اس زمین کے وارث و مالک ہوں گے۔

آیت کے انداز سے یہ بات واضح ہے کہ بات پوری زمین کی ہے صرف ایک خاص علاقہ کی بات نہیں ہے۔

۳۔ سورہ اعراف کی آیت ۱۲۸ میں اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس طرح بشارت دی۔

إِنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهُ شُرُثُرُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ
عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝
زمین کا مالک اللہ ہے وہ جس کو چاہے اس زمین کا وارث و مالک قرار دے لیکن انجام صاحبان تقوی کے ہاتھوں میں ہو گا۔

۴۔ سورہ مبارک نور میں کسی قدر تفصیل سے بیان فرمایا ہے:

اللہ ادنیا کے بد سے بدترین حالات میں بھی یہ مت سوچنا چاہیے کہ دنیا کا انجام خدا کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہ ساری دنیا خدا کے اختیار میں ہے وہ جس وقت چاہے گا اپنے تمام وعدہ پورے کردے گا۔ خدا نے وعدہ کیا ہے وقت معین نہیں میں کیا ہے۔ خدا کا یہ وعدہ ہے اور حتیٰ و تيقینی وعدہ ہے۔

۱) اگر اس دنیا کی عمر میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا خداوند عالم اس دن کو اس قدر طولانی کرے گا کہ حضرت رسول خدا علیہ السلام کی نسل سے ان کا ہمنام وہم لقب شخص سامنے آئے گا اور اس دنیا کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔

(منتخب الاثر ج ۱۵۳)

اس طرح اس دنیا کا انجام کسی بھی صورت میں تباہی و بر بادی نہیں ہے بلکہ عدل و انصاف ہے۔ قرآن کریم اپنے دامن میں دنیا کے مستقبل کی بشارتیں سمجھیے ہوئے ہے۔

۱۔ خداوند عالم نے جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلان فرمایا:

إِنَّ جَاعِلَ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

اس وقت فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا ”کیا ان لوگوں کو زمین پر اپنا جانشین قرار دے گا جو زمین میں فنا دپھیلائیں اور خون ریزی کریں“، یعنی فرشتوں کو معلوم تھا کہ فرزندان آدم اس زمین پر کیا کریں گے۔ خدا نے فرشتوں کی بات کا انکار نہیں کیا بس اتنا کہا ”جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو“، یعنی تم صرف، قabil، فرعون، هامان، نمرود، بنی اسرائیل، ابوسفیان، ابو جہل، زید، معاویہ، بنی امیہ، بنی عباس، روس، امریکہ، یورپ، داعش، طالبان،

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتْ لَكُمُ الْإِسْلَامُ
دِينًا طَفْمَنِ اضْطَرَّ فِي حَمْصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ
لِلّٰهِمَّ لَا فِيَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ③

”ارضی“، اور ”رضیت“ ایک ہے مفسرین کے مطابق یہ آیت
غدیر خم میں اس وقت نازل ہوئی جب رسول خدا ﷺ نے حضرت
علی علیہ السلام کی خلافت ولایت کا اعلان فرمایا۔

غدیری اسلام

ولایت و امامت اہل بیت علیہم السلام والا اسلام دنیا کا منشور اور
نظام قرار پائے گا۔ اسلام کے ۳۷ فرقوں میں صرف اثنا عشری
اسلام دنیا کا نظام اور منشور قرار پائے گا۔ جب پرده غنیمت سے غدیری
آفتاب نکلے گا تو سب چراغ گل ہو جائیں گے اور تمام توارے ناپید
ہو جائیں گے۔ دین ولایت و امامت اہل بیت علیہم السلام نصف النھار پر
جوہ فنگن ہو گا۔ دنیا کا ہر گوشہ بس اسی کے نور سے منور اور روشن ہو گا۔ دنیا
کے سارے نظام کیا اشتراکیت، کیا سماجیت، کیا بادشاہیت، کیا
جمهوریت، کیا دنیا فاق کیا مرکز، کیا انتخابی حکومتیں، کیا خاندانی بادشاہیتیں
کیا فوج کی حکمرانی..... اس وقت دنیا میں جتنے بھی نظام راجح ہیں
سب ختم ہو جائیں گے۔ خدا کی زمین پر خدا کے منتخب کردہ دین کی
اور خدا کے معین کردہ نماینہ کی حکومت ہوگی۔ اس وقت اللہ کی
زمین پر صرف اللہ کے دین کی حکومت ہوگی۔

تیسرا وعدہ

یہ تیسرا وعدہ پہلے دو وعدوں کے عمل درآمد کا اثر ہے۔ جب
حکومت خدا کے نماینہ کی ہوگی اور نظام خدا کا پسندیدہ دین ہو گا اس
کا لازمی تیجہ یہ تیسرا وعدہ ہے ”ہم ضرور بالضرور ان کے خوف کو امن
میں بدل دیں گے۔“ اس وقت دنیا جو بھی بدانتی ہے۔ بھوک،
پریشانی، گرانی، جنگ، دہشت گردی، تعصّب، ایٹی جنگ، گرم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ أَمْنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصَّلِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا
أَسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ
وَلَيَبْدِلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا طَ
يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ
بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَسِقُونَ ۝

(سورہ نور (۲۴): آیت ۵۵)

اس آیت کریمہ میں خداوند عالم نے صاحبان ایمان اور نیک
اعمال انجام دینے والے نیکوکاروں سے ۵ وعدہ کئے ہیں اور آخر
میں ان لوگوں کا انجام بتایا ہے جو ان وعدہ پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔

پہلا وعدہ

ان لوگوں کو ضرور بالضرور اس زمین میں اپنا نماینہ او خلیفہ
قرار دے گا جس طرح اس سے پہلے لوگوں کو اپنا جانشین معین کیا تھا۔
قرآن میں جناب آدم اور جناب داؤد علیہم السلام کی خلافت کا ذکر ہے۔
زمین پر خدا کی یہ جانشینی اور خلافت لوگوں کے انتخاب، شوری، اجماع
وغیرہ سے حاصل نہیں ہوگی بلکہ خدا خود اپنا جانشین (نماینہ) مقرر
فرمائے گا۔ اور یہ نماینہ گی صاحبان ایمان و عمل کو نصیب ہوگی۔

دوسراء وعدہ

یہ نماینہ کان الہی اس دین کو دنیا کا نظام قرار دیں گے جس
سے خدارا شی ہو گا۔ خدا کا پسندیدہ دین دنیا کا دین اور نظام قرار پائے
گا۔ خداوند عالم نے قرآن کریم میں اس دین کی بھی وضاحت فرمادی
ہے جس سے وہ راضی ہے اور جو اس کا پسندیدہ دین ہے۔
سورہ مبارک مائدہ آیت ۳ میں ارشاد ہوتا ہے:
الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّتُ

بس میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے۔

”شیبا“ کوئی ایک چیز بھی عبادت خدا میں شریک نہ ہو گی۔ اس وقت امام الموحدین، سید العابدین، قدوة التقیین، منار المخلصین امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کے فرزند دلبند عزیز زہرا، یوسف اہل بیت حضرت حجۃ بن الحسن العسکری علیہما السلام کی امامت و قیادت میں اس طرح کی عبادت ہو گی جس کے بارے میں امیر المؤمنین علیہما السلام نے ارشاد فرمایا تھا:

عبادت تین طرح کی ہے۔

ایک غلاموں کی عبادت۔ جو خوف سے عبادت کرتے ہیں۔

دوسرے تاجریوں کی عبادت۔ جو لائق میں عبادت کرتے ہیں۔

تیسرا آزاد لوگوں کی عبادت۔ جو خدا کو عبادت کے لائق سمجھ کر عبادت کرتے ہیں۔

مولیٰ کی یہ تعلیم ان کے فرزندی حکومت میں عمل پیرا ہو گی۔ اس وقت شیر خلقت انسان ثمر آور ہو گا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَنَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ^④

کامقصود پورا ہو گا۔ اس شجر پر بس مخلصانہ عبادت خداوندی کے چل ہوں گے۔

شب و روز کتنے پر بہار، روح پرور، پر کیف ہوں گے قلم اسے بیان کرنے سے عاجز ہے۔ جب انسان پوری طرح خدا کا بندہ ہو گا۔ اس وقت فرشتوں کو اپنے سوال کا جواب مل جائے گا خدا نے کیوں انسان کو زمین پر اپنا نمایندہ قرار دیا تھا:

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَأَنْتَ تَعْلَمُونَ

جنگ، سرد جنگ، نفیاتی جنگ، اضطراب پریشانی بیماری آزاری..... وہ صرف اور صرف اس بنا پر ہے کہ اس دنیا میں نہ خدا کے نمایندہ کی حکومت ہے اور نہ خدا کا نظام ہے۔ زمین خدا کی اور نظام کسی اور کا۔

جب پوری دنیا میں خدا کا نظام نافذ ہو جائے گا تو خوف خود بخود ختم ہو جائے گا۔ جب انسان راہ اعتدال سے خارج ہو جاتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے جب معاشرہ سے عدل و انصاف رخصت ہو جاتا ہے تو خوف وہ راس طاری ہو جاتا ہے۔

چونکہ بیماری کی تین کیفیتیں ہوتی ہیں۔ دماغی، قلبی اور جسمانی۔ دماغی بیماری سے نجیبیت کا ذریعہ ہتا ہے۔ جس کے لئے علامہ اقبال نے کہا ہے۔ ایک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نجیبی، نجیبی ظلم کا لازم ہے۔ سماج بشریت میں یہ سب سے خطرناک نتائج کو سامنے لاتی ہے اس کے تحت دہشت گردی زور پکوری ہے جلکی دستک سے انقلاب الہی کی آہٹیں سنائی دیتی ہیں۔

چوتھا وعدہ

یہ چوتھا وعدہ گذشتہ تین وعدوں کا اثر ہے۔ جب لوگوں کے دلوں سے ہر ایک کا خوف نکل جائے گا تو بس خدا کی اور صرف خدا کی عبادت ہو گی۔ غیر خدا کی عبادت ان کے خوف کی بنا پر ہے۔ یہ چاہے حکومتوں کا خوف ہو افراد و گرد، کا خوف ہو یا ہماری فقیری کا خوف ہو..... اس وقت شرک و کفر کے تمام راستے ختم ہو جائیں گے۔ لہذا عبادت صرف خدا کی ہو گی چونکہ اس زمانے میں عقليں کامل ہو جائیں گی لہذا انانیت بھی ختم ہو جائے گی اور یا کاری کے لیے بھی کوئی جگہ نہ ہو گی خلوص کے ساتھ عبادت ہو گی قرآن کی تعبیر کس قدیمیت ہے۔

يَعْبُدُونَنِي لَا يُسْرِ كُونَ بِشَيْئًا

ہے۔ وہ لوگ جو خداوند عالم کے ان وعدوں پر میتھن و ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ کافر ہیں اور دین سے خارج ہیں۔

مذکورہ بیان کو پڑھ کر قارئین کرام دنیا کے طاغوتی شور و غوغما سے ہٹ کر اپنی توجہ ان آہٹوں کی طرف مبذول کریں جو ایک انقلاب الہی کے مرکز سے آرہی ہیں اور گوش گزار ہو رہی ہیں۔ مظالم کی بڑھتی ہوئی طغیانی اور بڑی طاقتیں کا اس کی ترویج میں تعاون پھر اس سے دامن کشی وہ دہشت گرد گروہ جو بے سواد اور بے کار اور بے عقل جوانوں کا بہشت بریں کی طرف لہکتے ہوتے دل کے ساتھ معصوم بے گناہوں کی جانب بموں سے خود کشی پر آمادگی سب کچھ کیا ایسا نہیں لگتا کہ ظہور کے بعد جو امام مهدی علیہ السلام کے سامنے ایک کثیر فوج کے ساتھ مقابل میں آ کھڑے ہوں گے۔ اس لئے قابل غور ہے کہ ہم نہ صرف دہشت گردی کی مذمت کریں بلکہ اپنے کردار، اپنی آمادگی، امام کی آواز کے لئے جس پر بلیک کہیں گے ذہن، دل، دماغ، فکر، شعور کی تربیت دین۔ انشاء اللہ۔

با خصوص رقم المحروف مستدعی ہے کہ وہ قافلے جو سلسلہ وار شہید ثالثہ المؤمنین علیہ السلام کی زیارت کے غرض سے آپ کی قبر مطہرہ کے قریب جاتے ہیں، دعاماً نگتے ہیں، وہ شہید را حق کی عظمت و بزرگی کی آفاقت کو تقاویلہ میں شریک جوانان اور طالب علموں کے درمیان اس طرح بیان فرمائیں کہ کچھ گروہ بنالیں اور اس طرح بیان کریں کہ ان کے قلوب میں یہ حقیقت شمعہ جلوہ گر کر دیں۔

علم کی شمعیں روحیت میں جلا دے یارب
روشنی حرف کے دامن میں سجادے یارب
خدا یا! امام زمان علیہ السلام کے ظہور میں تعمیل فرماؤ رشید ان را
حق کے خون کا انتقام لے۔

کی عملی تفسیر ظاہر ہو گی۔ میں نے اس دن کی غاطر انسان کو اپنا خلیفہ قرار دیا تھا۔

پانچوال وعدہ

فاسق کی ایک اصطلاح گناہگار ہے جو عادل کے مقابلہ میں ہے۔ جو گناہ سے اجتناب کرے وہ عادل ہے اور جو گناہ انجام دے وہ فاسق ہے۔ ایک اور اصطلاح فاسق کی یہ ہے جو دین سے خارج ہو۔ قرآن کریم نے سورہ مائدہ آیات ۳۲، ۳۵ اور ۳۶ میں ان لوگوں کو کافر، ظالم اور فاسق کہا گیا ہے جو خدا کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے ہیں۔ اس آیت میں بھی پہلے کفر کا ذکر ہے پھر فتن کا ذکر ہے۔ کافر یعنی انکار کرنے والا یعنی جو شخص خدا کے ان وعدوں پر ایمان نذر کرے اور اس کا انکار کرے وہ دین سے خارج ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

مَنْ أَنْكَرَ حُرُوفَ الْمُهَدِّيِّ فَقَدْ كَفَرَ
جو حضرت مهدی علیہ السلام کے ظہور کا انکار کرے وہ کافر

..... صفحہ نمبر ۱۱ رکابیہ

المؤمنین علیہ السلام کی خلافت بلا خصل کا انکار کیا اور ان کی ذریت سے سلسلہ ائمہ اثنی عشر کو رد کیا، ان حضرت عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذریعہ ان سے انتقام لے۔ اور شہید قاضی نور اللہ شوشتی نور اللہ مرقدہ اور تمام شہداء کے راحق کے خون کا انتقام لے۔

حدیث اثنی عشر خلیفہ کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے المنتظر کے گذشتہ شماروں کا مطالعہ فرمائیں نیز ملحتات احراق الحق جلد ۱۳، تالیف علامہ آیت اللہ السید شہاب الدین عرشی کا مطالعہ کریں۔

وہ طلب اور وہ جوان جو دین میں اسلام کی بقیٰ اور اس کی تہذیب کے رانچ کرنے کی طرف متوجہ اور کوشاں ہیں، ان سے

تہذیب اسلامی کا انعقاد

تو آسان بھی نہیں ہے۔
 تیاری کے لئے کیا کرنا ہوگا
 یقین: حضرت کے ساتھ آپ کے ہم رکاب ہونے کے لئے
 قوم کے ہر فرد کو اپنے یقین کا جائزہ لینا ہوگا۔
 علم: حصول علم دینی کے لئے علماء کی نشت اختیار کرنے کے
 بعد اپنے نفس کا محاسبہ کرنا ہوگا۔
 عمل: عمل اور علم میں مضبوط رابطہ قائم کرنا ہوگا۔

ہم فکری

ہر فرد قوم کا ہم فکر، ہم مسماج، ہم کردار، ہم ساز،
 ہمنوا..... اگر نہیں ہوگا تو دھوکے میں آسکتا ہے اور بہت سے
 اخلاقی اور معاشرتی ہمنوائی کا ذریعہ نہیں لیسکن آگھی کے لئے ہم
 سب کے لئے یہی کافی ہے۔ اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کا
 جب پورا تسلط ہوگا ملکوں احکام قرآن کی آواز پر اجرائیہ اور انتظامیہ کا
 عمل درآمد ہوگا اس وقت کے ہر ممکن کاظف اور صلاحیت کیسی
 ہوگی، یہاں ہم بیان کریں تو اس کی وضاحت اور اس کا نظام و
 انصرام یہ بڑا حقیق اور مشکل کام ہے اس لئے کہ وہ دنیا ہی الگ ہوگی
 اور وہ لوگ اپنی اپنی ذمہ داریوں پر معمور ہونگے ان کے خصائص کا
 بیان کرنا ایک امر محال ہے۔

انھیں با توں پر غور کرنے سے یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ
 حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد دنیا کی حالت کیسی ہوگی
 چونکہ وہ دنیا ہم نے دیکھی نہیں ہے لہذا اس کا پورا اور واقعی تصور نہیں
 کیا جا سکتا ہے جس طرح ہم اس وقت جنت کی نعمتوں کا واقعی تصور

ظہور امام مہدی کے لئے دعا، آپ کے ظہور میں تعجب ہو، ہر
 ایک آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر ہر نماز، ہر درود کے بعد دعا کرتا
 ہے۔ ظہور امام عصر کی خوش آئند باتیں خوب خوب بیان ہوتی ہیں۔
 مجالس و میلے میں روشن بیانی کی کثرت ہے۔ ذرا اٹھر کروایات اور
 علامات کے بارے میں ذکر تو ہوتا ہے لیکن کم کم، یہاں ہم چند باتیں
 اس عبوری دور کی بھی کریں گے جو بعد ظہور سے لے کر آپ کی
 حکومت جو عالمی تسلط کی ہوگی، کریں گے۔ اور اس کے بعد جب
 آپ اپنے نظام اہلی کا پوری طرح سے اجرافرمائیں گے۔ لہذا
 ضرورت ہے کہ اس عبوری دور پر شنیڈاں جائے جس کے لئے ہر
 شیعہ بچہ، جوان اور بزرگ کو چاہئے کہ اس کی تیاری میں کم کس کر
 رکھے۔

چھنٹائی کا دور

اس دور میں افراد بساواد اور سیاست اور مصلحت زدہ بے
 سواد منقسم ہو جائیں گے۔ ادھر ظہور امام کی آواز فضا میں گوئی ادھر
 طاغوتی اور باطل طاقتی کی طغیانی آندھی طوفان کی طرح سامنے
 آئے گی۔ بہت بڑے سیاسی اور حکمرانوں کے لشکر اپنی پوری وقت
 سمیٹ کر سامنے مقابل میں آجائیں گے۔ بڑے بڑے جادوگر اور
 دھوکے باز اور کلا کار کا ایک سیلا بامنڈتا ہوا آپ کے سامنے ہوگا۔
 تفصیل کی گنجائش نہیں ہے بس اتنا روایات کے بیان کا خلاصہ کافی
 ہے جب ذوالنقار اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکے گی تو مقابل
 کے لشکر کی دھیجان اس طرح اڑیں گی کہ چاروں طرف باطل و شکست
 و ذلت آمیز شکست نصیب ہوگی۔ حضرت جنت علیہ السلام کے لشکر میں
 شامل ہونے کے لئے بڑی تیاری کی ضرورت ہے۔ اگر مشکل نہیں

ہمارے فاد کی جو دنیا پرستی ہے اور دنیا پرستی کی وجہ عقل پر خواہشات کی حکمرانی ہے عقلیں مغلوب ہیں خواہشات غالب ہیں۔ جب ظہور کے وقت عقل خواہشات کے قید و بند سے آزاد ہو جائے گی فکریں کامل ہو جائیں گی تو فساد کی جڑیں خشک ہو جائیں گی۔ حضرت علی علیہ السلام نے انبياء علیہم السلام کی بعثت کا ایک مقصد عقولوں کا کامل ہونا قرار دیا ہے:

لِيُثَيِّرُوا لَهُمْ دَفَائِنَ الْعُقُولِ

قرآن کریم بھی جگہ اولو الباب کو مخاطب قرار دیتا ہے۔ صاحبان عقل سے گفتگو کرتا ہے۔ اس طرح ظہور کے وقت انبياء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بھی پورا ہو گا اور قرآن کریم کو اپنے واقعی مناسبین ملیں گے۔

سائبنس

اس وقت ترقی یافتہ ممالک سائنس اور رکنالوجی کی بنیاد پر ترقی یافتہ کھلاتے ہیں اور یہی سائنس اور رکنالوجی کی بنیاد پر دنیا پر حکومت کر رہے ہیں اور ساری دنیا کے جوانوں کو اپنی گرفت میں لئے ہوتے ہیں ہر ایک اس سائنس اور رکنالوجی کا دیوانہ ہے اور بے دام کا غلام ہے۔ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کاظہور پر نور ہو گا اس وقت سائنس اور رکنالوجی کا عالم کیا ہو گا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آج سے ہزار سال پہلے اس طرح بیان فرمایا ہے:

(یہ بات ذہن میں رہے امام کی یہ حدیث اس وقت کے لوگوں کی نظر فیض کے لحاظ سے تھی لہذا صرف ایک معمولی ساستعارہ ہے واقعی تصویر تو ظہور کے بعد ہی سامنے آئے گی)۔

**إِنَّ قَائِمَنَا إِذَا قَامَ مَدَّ اللَّهُ - عَزَّ وَ جَلَّ -
لِيُشَيِّعَنَا فِي أَسْمَاءِهِمْ وَ أَبْصَارِهِمْ حَتَّى لَا**

نہیں کر سکتے ہیں جنت کی واقعی تصویر تو بس اسی وقت سامنے آئے گی جب ہم انشاء اللہ آل محمد علیہم السلام کی شفاقت سے جنت میں جائیں گے اسی طرح ظہور کے بعد کی واقعی تصویر تو بس ظہور کے بعد ہی سامنے آئے گی۔ بس اتنا جان لیں وہ دنیا اس موجودہ دنیا سے بالکل مختلف ہو گی۔ زمین و آسمان سب یہی ہوں گے مگر ان کا رنگ و انداز بالکل مختلف ہو گا۔ ظہور سے پہلے جس کا انتقال ہوا ہو اور وہ ظہور کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے تو اس دنیا کو پہچان نہیں پائے گا وہ یقیناً یہی کہے گا میں کسی نئی دنیا میں آگئیا ہوں۔

زمانہ ظہور کے بعد بعض اہم اور بنیادی حالات اس طرح بیان کر سکتے ہیں:

كمال عقل

اس وقت دنیا پر تباہی و بر بادی کی ایک وجہ مسائل سے ناواقفیت ہے لوگ مسائل کی تک نہیں پہنچ پاتے ہیں۔ ہوشیار لوگ بہت آسانی سے عوام الناس کو بے وقوف بنالیتے ہیں۔ داعش اور القاعدہ وغیرہ اس کی ایک مثال ہے جب حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو گا اس وقت لوگوں کی عقلیں کامل ہو جائیں گی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

**إِذَا قَامَ قَائِمَنَا وَضَعَ اللَّهُ يَدَهَا عَلَى رُءُوسِ
الْعِبَادِ فَجَمِعَ إِلَهَا عُقُولَهُمْ وَ كَبَلَتِ
أَخْلَامَهُمْ.**

(کافی ج اس ۲۵)

جب وقت ہمارے قائم کاظہور ہو گا خداوند عالم لوگوں کے سر اور دل پر اپنا دست رحمت پھیرے گا جس سے ان کی عقلیں یکجا ہو جائیں گی اور فکریں کامل ہو جائیں گی۔

”جہالت ہر برائی کی جو ہے اور علم ہر نیکی کی اصل ہے“
 حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت ظہور علم اپنی ترقی کی اس منزل پر ہوا جس کو آج کا ترقی یافتہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

الْعِلْمُ سَبْعَةٌ وَ عِشْرُونَ حَرْفًا فَجَمِيعُ مَا
 جَاءَتْ بِهِ الرُّسُلُ حَرْفَانِ فَلَمْ يَعْرِفِ
 النَّاسُ حَتَّى الْيَوْمِ غَيْرَ الْحَرْفَيْنِ فَإِذَا قَامَ
 الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْرَجَ الْخَمْسَةَ وَ
 الْعِشْرِينَ حَرْفًا فَبَثَثَهَا فِي النَّاسِ وَ ضَمَّ إِلَيْهَا
 الْحَرْفَيْنِ حَتَّى يَبْثَثَهَا سَبْعَةً وَ عِشْرِينَ حَرْفًا.
 (بخار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۳۶)

علم کے ۲۷ حروف میں آج تک تمام انیاء جو عسلم لائے ہیں وہ صرف دو حروف میں لوگ آج تک ان دو حروف کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے ہیں۔ جب ہمارے قائم کا ظہور ہوا وہ بقیہ ۲۵ حروف ظاہر فرمائیں گے اور لوگوں میں ان کو عام کریں گے اور پہلے کے دو حرف بھی اس میں شامل کر دیں گے یہاں تک کہ تمام ۲۷ حروف لوگوں میں عام ہوں گے۔

بس ذرا غور فرمائیں آج تک کہ تمام ترقیاں بس دو حروف کا نتیجہ ہیں جب دو حروف کی ترقی سے عقل جیران ہے تو جب اس میں ۲۵ حروف اور اضافو ہو جائیں گے اور ترقی کی رفتار ۱۲۰۰ گناہ زیادہ ہو جائے گی اس وقت ترقی کا کیا عالم ہو گا۔

جس وقت عقلیں کامل ہو چکی ہوں گی علم بھی اپنے کمال پر

يَكُونَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقَائِمِ تَرِيدُ دُيَكَلِمَهُمْ
 فَيَسْمَعُونَ وَ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَ هُوَ فِي مَكَانِهِ
 (منتخب الاثر، ج ۳۸۳)

جس وقت ہمارے قائم کا ظہور ہوا خداوند عالم ہمارے شیعوں کے کانوں اور آنکھوں کو اس قدر تیز کر دے گا ان کے اور قائم کے درمیان کسی موافقی رابطہ کی ضرورت نہ ہو گی جب وہ گفتگو فرمائیں گے یہ لوگ میں کے امام اپنی جگہ ہوں گے اور ہر جگہ سے لوگ ان کو دیکھ رہے ہوں گے۔

کان براہ راست ان کی آواز سنیں گے اور آنکھیں براہ راست ان کا دیدار کریں گی موافقی رابطہ نہ ہو گا یعنی سننا اور دیکھنا ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ نہ ہو گا بلکہ ترقی اس قدر ہو گی خود مونین کے درمیان موافقی نظام کی ضرورت نہ ہو گی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک دوسری حدیث میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ فِي زَمَانِ الْقَائِمِ وَ هُوَ بِالْمَسْرِقِ
 لَيَزِدِي أَخَاهُ الدِّيْنِ فِي الْمَغْرِبِ وَ كَذَا الَّذِي
 فِي الْمَغْرِبِ يَزِدِي أَخَاهُ الدِّيْنِ فِي الْمَسْرِقِ.
 (منتخب الاثر، ج ۳۸۳)

قائم کے زمانہ میں مومن اس قدر ترقی یافتہ ہو جائے گا مشرق میں رہنے والے مغرب والوں کو دیکھیں گے اور مغرب میں رہنے والے مشرق والوں کو دیکھیں گے۔

علم

یہ ساری ترقیاں اور کمالات مجرما تی طور پر نہیں ہوں گے بلکہ یہ بھی علم کی ترقی کی بنابر ہوں گے۔ روایتوں میں ہے

ساتھ ان کے فرمانبردار ہوں گے۔
(بخار الانوار)

جب چاہیں گے جہاں چاہیں گے سفر کریں گے۔

تعمیر و آبادی

اس زمانہ مبارک میں فتنہ و فنا کے تمام راستے بند ہوں گے زمین پر کہیں بھی فنا اور خون ریزی نہ ہوگی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے:

إِذَا قَامَ الْقَائِمُ حَكَمَ بِالْعَدْلِ وَ اَرْتَفَعَ فِي
أَيَّامِهِ الْجُوَرُ وَ أَمْنَثَ بِهِ السُّبْلُ وَ اَخْرَجَتِ
الْأَرْضُ بَرَ كَاتِهَا وَ رَدَّ كُلَّ حَقٍّ إِلَى أَهْلِهِ وَ لَمْ
يَبْقَ أَهْلُ دِينٍ حَتَّى يُظْهِرُوا الْإِسْلَامَ وَ
يَعْتَرِفُوا بِالْإِيمَانِ أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ سُبْحَانَهُ
يَقُولُ وَ لَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضِ طَوْعًا وَ كَرْهًا وَ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ وَ
حَكْمُ بَيْنِ النَّاسِ بِحُكْمِ دَاءْدَ وَ حُكْمِ مُحَمَّدٍ
فَحِينَئِذٍ تُظْهِرُ الْأَرْضُ كُنُوزَهَا وَ
تُبَدِّيَ بَرَ كَاتِهَا وَ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ
يَوْمَئِذٍ مَوْضِعًا لِصَدَقَتِهِ وَ لَا لِبَرِّهِ لِشُمُولِ
الغِنَى بِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ.

(بخار الانوار)

اس حدیث کا ایک ایک جملہ قابل غور ہے۔
جب قائم کا ظہور ہوگا۔ عدل کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔ قلم و جور
ختم ہو جائے گا، تمام راستے پر امن ہوں گے، زمین
اپنی برکتوں کو ظاہر کرے گی، ہر صاحب حق کو اس کا حق
ملے گا، وہ لوگوں کے درمیان جناب داؤد علیہ السلام اور

ہو گا فکریں پاک و پاکیزہ ہوں گی اس وقت حضرت ولی عصر علیہ السلام کی زبان مبارک سے توحید اور ولایت اہل بیت علیہ السلام کے وہ معارف بیان ہوں گے جس کی روشنی میں تلاوت قرآن، دعا، مناجات اور عبادات کا وہ سماں ہو گا جو قابل بیان نہیں ہے۔ روایتوں کے مطابق اس وقت لوگ مسجدوں میں حلقة درحلقة لوگوں کو قرآن و اسلام کا درس دے رہے ہوں گے یعنی ہر طرف اپنی کلاسوں کا رواج ہو گا۔

سورج کی ضرورت نہ ہوگی

اس وقت حضرت ولی عصر علیہ السلام کی امامت و ولایت کا اور اس قدر روشن و منور ہو گا لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

(بخار الانوار)

اس وقت سورج روشنی کے علاوہ از جی کا بھی مرکز ہے اور نظام شمسی کا نقطہ مرکزی ہے۔ ظہور کے بعد نہ سورج کی روشنی کی ضرورت ہوگی نہ اس کی از جی کی نہ اس کی مرکزیت یہ سب چیزیں امام عصر علیہ السلام کے جمال نورانی سے حاصل ہوں گی۔ قرآن کریم کی یہ آیت:

وَآشَرَ قَتِ الْأَرْضِ بِنُورِ رَبِّهَا

(سورة زمر (۳۹): آیت ۶۹)

زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی۔

یعنی اپنے امام کے نور سے منور ہو گی۔

اس وقت پوری دنیا امام عصر علیہ السلام کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہو گی۔ یعنی زمین کا ایک گوشہ بھی ان کی نکاحوں سے پوشیدہ نہ ہو گا۔

ان کویاں کے اصحاب کو سفر کرنے کے لیے ہوائی جہاز یا دوسرے وسائل کی ضرورت نہ ہوگی۔ بادل اپنی گرج و چمک کے

حضرت رسول خدا ﷺ سے یہ روایت نقش کی ہے:
 میں تم کو مهدی کی بشارت دیتا ہوں وہ زمین کو عدل و
 انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و
 جور سے بھری ہوگی ان سے اہل آسمان بھی خوش ہوں
 گے اور اہل زمین بھی وہ لوگوں کے درمیان صحیح طور
 سے مال تقسیم کریں گے ایک شخص نے دریافت کیا
 صحیح تقسیم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: لوگوں کے درمیان
 برابر سے تقسیم کریں گے۔ رسول خدا ﷺ کے امیتیوں
 کے دل بے نیازی اور استغنا سے سرشار ہوں گے ہر
 جگہ عدل ہی عدل ہو گا۔

ایک شخص آواز دے گا جس کو مال کی ضرورت ہو آکر
 لے لے کوئی نہیں آئے گا صرف ایک شخص آئے گا وہ
 آگے بڑھ کر مال لے گا پھر شرمند ہو گا اور واپس
 کر دے گا۔

(نور الایصار)

اس روایت پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے۔ ان کی طرز
 حکومت سے آسمان کے فرشتے بھی راضی ہوں گے ان کی حکومت
 زمین کے علاوہ آسمان پر بھی ہوگی ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں علم
 اور سائنس ترقی اس منزل پر ہو کہ اہل زمین آسمانوں کا سفر کریں
 اور وہاں کا بھی نظام بنجھائیں۔

دولت، ثروت، زراعت کی فراوانی کے باوجود تقسیم عادلانہ
 ہوگی نہ اسراف ہو گا اور نہ ہی بخیل۔ تقسیم میں کوئی بھید بھاؤ نہ ہو گا۔
 ایک اہم بات یہ ہے تمام لوگ اس طرح تربیت یافت
 ہو جائیں گے کوئی ایک بھی ضرورت سے زیادہ کی تباہ نہیں کرے گا۔
 یہ میں معصوم قیادت کے اثرات۔

حضرت رسول خدا ﷺ کی طرح فیصلہ کریں گے۔
 (جب الہی قانون کے مطابق فیصلہ ہونے لگے گا) تو
 زمین اپنے خداونوں کو ظاہر کرے گی اور اپنی برکتوں کو
 اجاگر کرے گی (اس وقت جو ساری دنیا میں کاد
 بازاری ہے تجارت و اقتصادیات بر باد ہو رہے ہیں
 قیمتیں آسمان پر ہیں اس کی ایک وجہ عدالت کے
 ظالمانہ فیصلے ہیں) اس وقت کسی کو اپنا صدقہ یاد و سرے
 کا خیر کے لیے لوگ نہیں ملیں گے کیونکہ تمام مومنین
 بے نیاز و مستغفی ہوں گے۔

زمین کی برکتوں کے ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زراعت
 اپنے اوچ پر ہو گی زمین کے پوشیدہ تمام خزانے ظاہر ہوں گے تمام
 معدنیات ظاہر ہوں گے ابھی صرف تیل کی دولت اس قدر ہے
 جب زمین میں موجود دوسرے خزانے ہوں گے اس وقت
 اقتصادی حالت ایسی ہو گی کہ پوری دنیا میں کوئی ایک بھی فقیر نہ ہو گا
 چاہے وہ ہندوستان ہو چاہے افریقہ کے ممالک ہوں نہ صرف فقر و
 فاقہ نہ ہو بلکہ عقل اور علم کے کامل ہونے کی بنا پر لوگوں کی نیتیں
 اس قدر سیر ہوں گی وہ صدقات قبول نہیں کریں گے۔

جب فقر و فاقہ نہ ہو گا نیتیں سیر ہوں گی تو چوری اور راہزنی کے
 واقعات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ راستے اس قدر پر امن ہو جائیں
 گے عورتیں جو اہرات کے ساتھ بے خوف و خطر نکلیں گی کوئی ایک
 بھی ان پر نظر نہیں ڈالے گا۔

عادلانہ تقسیم

اس وقت دنیا میں فقر و فاقہ اور گرانی کی وجہ صرف پیداوار کی
 کمی نہیں ہے بلکہ ظالمانہ تقسیم بھی ایک اہم وجہ ہے غریب بھوک سے
 مر رہے ہیں انماج گو داموں میں سڑ رہے ہیں ابوسعید خدری نے

شہری تعمیرات

اس زمانہ میں تمام شہر آباد ہوں گے اور نہایت وسیع ہوں گے بڑی بڑی مسجدیں ہوں گی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں ہے:

وہ کوفہ کے باہر ایک مسجد تعمیر کر میں گے جس میں ایک ہزار دروازے ہوں گے۔ کوفہ کے گھر کر بلا کی نہر اور بصرہ سے مل رہے ہوں گے۔

(بخار الانوار)

اس وقت کوفہ اور کربلا کے درمیان تقریباً ۸۰ کلومیٹر کا فاصلہ ہے آپ تصور کریں وہ شہر جو ۸۰ کلومیٹر میں پھیلا ہو وہ کس قدر وسیع ہو گا۔

قانون تعمیرات

اس زمانہ میں جو مسجدیں تعمیر ہوں گی دیواریں چھوٹی ہوں گی کنگورے نہیں ہوں گے مسجدیں اس طرح تعمیر ہوں گی جس طرح حضرت رسول خدا علیہ السلام کے زمانہ میں تعمیر ہوتی تھیں۔ (آج مسجدوں کی سجاوٹ پر زیادہ زور ہے جب کہ مسجدیں سجاوٹوں اور قیمتی پتھروں سے آباد نہیں ہوتی ہیں وہ تقویٰ و پرہیز گاری اور ذکر خدا سے آباد ہوتی ہیں۔)

راسٹے چوڑے ہوں گے یہاں تک کہ ہر راستہ ۶۰ ہاتھ کا ہو گا۔ راستوں میں جو عبادت خانے آئیں گے (اور عمومی زندگی کے لئے رکاوٹ ہوں گے) وہ منہدم کردئے جائیں گے عام راستوں کی طرف کوئی کھڑکی اور نالی نہیں ہو گی بالکل نیا اور پرانے راستے کی طرف نہ ہوں گے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے اس زمانہ میں لوگوں کے حقوق کا کس قدر خیال رکھا جائے گا عام راستوں پر دوسروں کے گھروں کا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا وَلَيَ الْعَضْرِ (عَ) أَدْرِكْنَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المُنتَظَر مِنَ الْإِسْلَامِ كُورس

آپ کے گھر تک دین کی اہم معلومات پہنچا رہا ہے۔ یہ مِراسلاتی کورس اردو، انگریزی اور ہندی زبان میں ہے اور عقائد، تاریخ، احکام، اخلاق اور امام زمانہ کی معرفت جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔
یہ سلسلہ ۱۸ اسابیق کا ہے۔ کورس مکمل کرنے پر ایک اعزازی سند بھی پیش کی جائیگی۔

اس کے علاوہ، ماہ حرم الحرام اور ماہ شعبانِ معظم میں خصوصی شمارہ بھی ارسال کیا جائیگا۔ آئینے دینی تعلیم سے آرائشہ ہو کر اپنے امام کے ظہور کے لئے زمین ہموار کریں۔

اگر آپ اس کورس سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنا نام اور مکمل پستہ پر
کوڈ کے ساتھ کسی ایک مندرجہ ذیل طریقہ سے بھیجیں۔

(۱) SMS 09987777757

(۲) Email: course@almuntazar.com

(۳) website: www.almuntazar.com



FREE HOME DELIVERY

To order your set SMS 'DVD' to
9987777757

Now Available

- * Waqiyat-e-Mulaqat
- * Nanha Muntazar
- * Maarefat-e-Imam
- * Ashaar / Shaban
- * Ashaar / Ghadeer

5 in 1
DVD Set
150/-



5 in 1DVD Set JASHN

5 in 1DVD Set
JASHN - E - MUNTAZAR
(a.t.f.s)



For more Islamic Media visit:
www.almuntazar.tv

امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں دیگر معصومین علیہم السلام کا بیان

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يَعْطِفُ الْهَوَى عَلَى الْهُدَى إِذَا عَطَفُوا الْهُدَى عَلَى الْهَوَى
وَ يَعْطِفُ الرَّأْيَ عَلَى الْقُرْآنِ إِذَا عَطَفُوا الْقُرْآنَ عَلَى
الرَّأْيِ

وہ (امام مہدی) خواہشات کو ہدایت کا تابع بنائیں گے جب کہ لوگوں نے
ہدایت کو خواہشات کا تابع قرار دیا ہوگا۔ اور وہ (لوگوں کی) رائے کو
قرآن کا تابع بنائیں گے جب کہ لوگوں نے قرآن کو (اپنی) رائے کا تابع
بنایا ہوگا۔

(بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۲۵، ح ۱۳۰؛ نجح البلاغة، ص ۱۹۵، خطبه ۱۳۸)